عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت: ۱۰ روپے
جلد: ۳۵ | ۲۲ تا ۲۹ ر جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ راپریل ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۱۳

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم
حضرت مولانا
محمد عبید اللہ اشرفی کا وصال

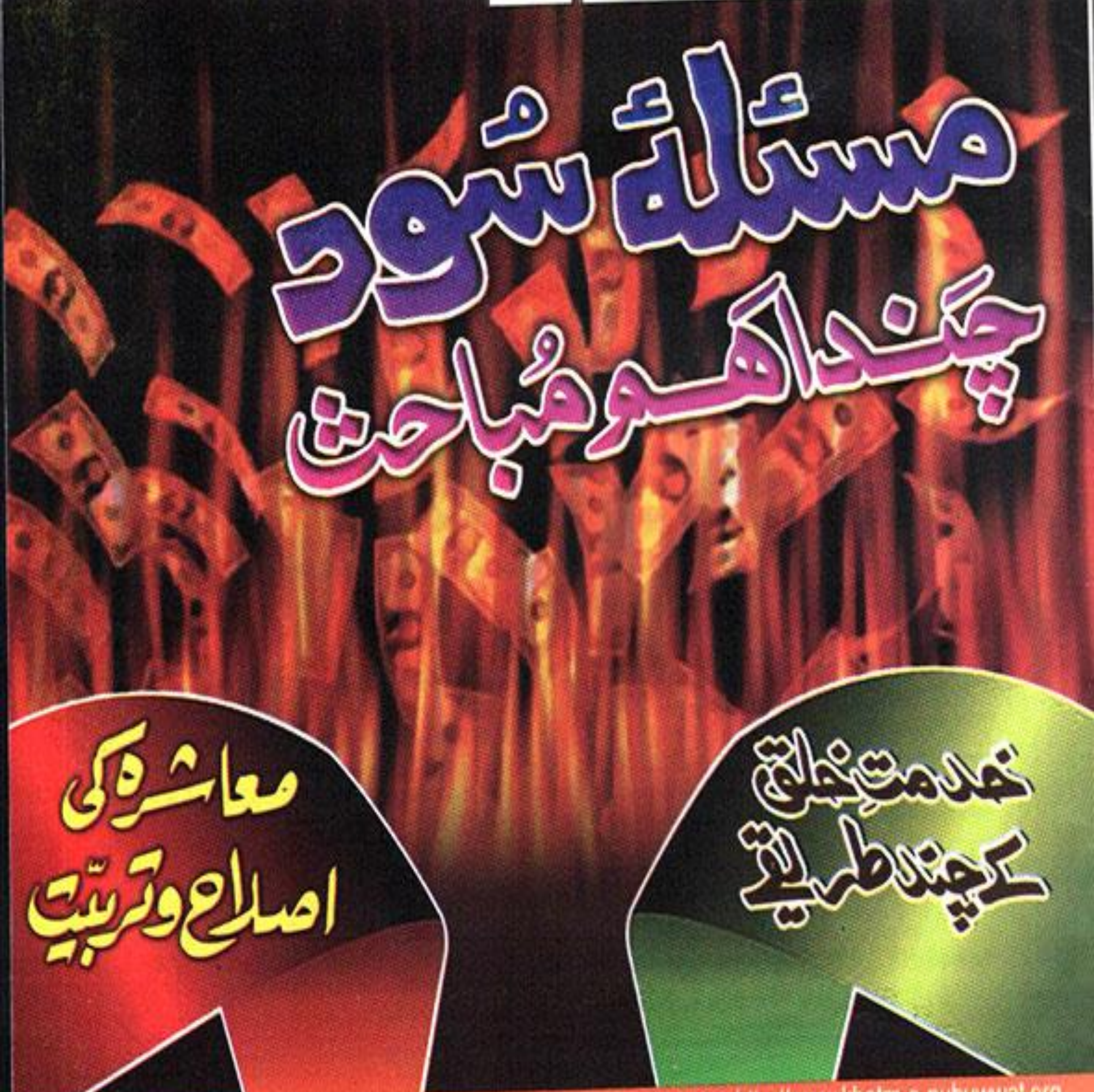

مسئلۂ سُود
چند اہم مباحث

معاشرہ کی اصلاح و تربیت

خدمتِ خلق کے چند طریقے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

وارث کے لئے ترکہ میں وصیت جائز نہیں

محمد اقبال خان، کراچی

س:...... ایک شخص محمد منور خان جس کا مکان ناجائز جگہ پر تھا، اس کے بدلے اسے گورنمنٹ کی طرف سے ۸۰ گز کا پلاٹ ملنا تھا، اس کے ۳ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں، اس مکان میں بڑے بیٹے کی شادی دھوم دھام سے کی، ۱۹۹۴ء میں محمد منور خان کا انتقال ہوگیا۔ جب پلاٹ ملنا تھا، اس کے بیٹے اقبال خان نے رشوت دے کر اس کے بدلے دو پلاٹ لے لئے۔ ایک ۸۰ گز کا جو اقبال کے نام رجسٹرڈ ہے، دوسرا ۱۲۰ گز کا پلاٹ اس کی والدہ کے نام ہے۔ آپ رہنمائی فرمائیں کہ یہ اولادوں میں کیسے تقسیم ہوگا، یہ تمام معاملات اقبال خان نے کئے۔ ہماری والدہ کی محمد منور خان سے دوسری شادی تھی اور محمد منور خان کی بھی دوسری شادی تھی، ہماری والدہ سے دونوں کے پہلے سے ایک ایک بیٹے ہیں۔ والد کے بیٹے کا نام شبیر خان، والدہ کے بیٹے کا نام غلام رسول (شادی کے وقت) ہماری والدہ نے اپنے خرچے سے ان پلاٹوں کے علاوہ ایک مکان بنایا تھا، اب والدہ کا بھی انتقال ہوگیا ہے، اس مکان کی تقسیم کی رہنمائی فرمائیں کیسے ہوگی؟ دونوں کی کوئی وصیت نہیں ہے۔ اگر کوئی مرنے والا وصیت نہ چھوڑے صرف زبانی کہہ دے کہ فلاں چیز میرے بیٹے کی یا میری بیٹی کی ہے، کیا کوئی اہمیت ہوتی ہے؟ برائے مہربانی شریعت کی رو سے رہنمائی فرمائیں۔ جزاک اللہ خیرا۔

ج:...... صورت مسئولہ میں محمد منور خان مرحوم کو زندگی میں گورنمنٹ کی طرف سے پلاٹ ملنا تھا لیکن ان کا انتقال ہوگیا تو مرحوم کے بجائے ان کے بیٹے اقبال خان نے رشوت دے کر اور کوشش کر کے ایک پلاٹ اپنے نام اور ایک اپنی والدہ کے نام حکومت سے حاصل کرلیا تو گویا یہ پلاٹ گورنمنٹ نے ان دونوں کو ہی دیا ہے نہ کہ مرحوم منور خان کو، اس لئے یہ پلاٹ منور خان مرحوم کا ترکہ نہیں ہے، ۸۰ گز والا پلاٹ اقبال خان کا ہوگا اور ۱۲۰ گز والا اس کی والدہ کا۔ والدہ کا چونکہ انتقال ہوگیا ہے۔ اس لئے اس پلاٹ سمیت ان کی ملکیت میں جو کچھ بھی تھا وہ سب ان کا ترکہ ہے اور ان کے تمام وارثوں کے درمیان شرعی طور پر تقسیم ہوگا۔ مرحومہ کے تین بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں تو ان کے کل ترکہ کو دس حصوں میں تقسیم کر کے دو دو حصے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ شبیر خان چونکہ مرحومہ کا حقیقی بیٹا نہیں ہے، اس لئے وہ اس کا وارث نہیں ہوگا، ایک بات یہ کہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں، اگر کسی نے وصیت کی تو وہ نافذ نہیں ہوگی۔

پرائز بونڈ اور اس پر انعام کا حکم

س:...... کیا پرائز بونڈ پر نکلنے والا انعام جائز نہیں ہے، اگر کسی کا انعام نکلا اور اس نے لے لیا تو اب وہ اس رقم کا کیا کرے؟ اسی طرح پرائز بونڈ اگر کسی کے پاس موجود ہوں تو وہ ان کو فروخت کرسکتا ہے؟

ج:...... انعامی بونڈ کی رقم لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے یہ رقم لے لی تو جتنی رقم کا یہ انعامی بونڈ خریدا تھا اتنی رقم منہا کر کے بقیہ رقم بغیر ثواب کی نیت کے مستحق زکوۃ کو دے دینا جائز ہے اور اگر کسی کے پاس بونڈ موجود ہوں تو اس کی جو قیمت خریدی تھی اتنے میں آگے فروخت کرنا ضروری ہے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
مجلس ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ ۲۲تا۲۹ رجمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷/اپریل ۲۰۱۶ء شمارہ:۱۳

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عاشق رسول جناب ممتاز قادری	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حضرت مولانا محمد عبداللہ اشرفی کا وصال	۶	مولانا سید محمد زین العابدین
معاشرہ کی تربیت واصلاح....	۹	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری
الحاج صوفی حافظ محمد علی.....	۱۲	مولانا محمد احمد، چناب نگر
.....قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصاویر؟	۱۴	عبداللطیف خالد چیمہ
خدمت خلق کے بعض طریقے	۱۶	مولانا عبدالقادر فتحی ندوی
جاوید احمد غامدی...سیاق وسباق کے آئینہ میں (آخری)	۱۹	حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ
غلط معلومات اور انٹرنیٹ	۲۱	مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی
مسئلہ سود کی چند اہم مباحث	۲۵	مولانا زاہد الراشدی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عاشق رسول ﷺ جناب ممتاز قادریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۱...... پاکستان کے تمام باسیوں کی عزت کے تحفظ کے لئے قانون ہے۔ اگر کسی شخص کی عزت نفس مجروح ہو تو وہ ہتک عزت کا کیس کر کے انصاف حاصل کر سکتا ہے۔ گویا اسٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام پاکستانیوں کی عزت نفس کو تحفظ مہیا کرے۔

۲...... پاکستان کے بانی جناب قائداعظم محمد علی جناحؒ کے لئے قانون موجود ہے کہ اگر کوئی ان کی اہانت کرے تو مستوجب سزا ہوگا۔

۳...... پاکستان میں حساس ادارہ فوج کی ناموس کے تحفظ کا قانون موجود ہے۔ جناب الطاف حسین صاحب کے بیانات میں اسی قانون کی خلاف ورزی ہوئی تو ان پر کیس درج ہوئے جو ابھی چل رہے ہیں۔ اسی طرح جناب زرداری صاحب کا باہر جانا بھی اس کا تسلسل قرار دیا جارہا ہے۔

۴...... پاکستان میں کوئی شخص عدلیہ کے اراکین کی اہانت کرے تو اس پر توہین عدالت کا قانون لاگو ہوتا ہے۔

۵...... ملک عزیز پاکستان کی کوئی اہانت کرے، اس کی سالمیت کے خلاف کوئی بات کرے تو اس پر مملکت کی غداری کا کیس بنے گا۔

۶...... پہلے ہمارے اس خطہ پر تعزیرات انگلشیہ لاگو تھیں جنہیں بعد میں تعزیرات ہند یا تعزیرات پاکستان کا نام دیا گیا۔ اس میں مقدس مقامات (قبرستان یا عبادت گاہیں) و مقدس شخصیات کے تحفظ کے لئے قانون موجود ہے۔ کچھ عرصہ قبل مقدس شخصیات کی ناموس کے تحفظ کے حوالہ سے رحمت عالم ﷺ، اہل بیت عظامؓ اور صحابہ کرامؓ کے لئے دفعہ ۲۹۵ میں بعض ذیلی شقوں کا اضافہ کیا گیا۔

۷...... بہت سارے مغربی ممالک میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی ناموس کے تحفظ کے حوالہ سے قوانین موجود ہیں۔

۸...... پاکستان میں صرف آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس کے تحفظ کا قانون موجود ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی اہانت پر کیس بنتا ہے۔

ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر پاکستان میں رحمت عالم ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لئے قانون موجود ہے تو یہ کوئی ایسا انوکھا اور نادر امر نہیں ہے کہ جس پر مغربی ممالک شور و غوغا کریں۔ لیکن جب سے قانون بنا ہے اس دن سے مغربی ممالک اور ان کے گماشتے برابر اس قانون کو ختم کرنے کے لئے برسر میدان ہیں۔ گویا ان کے نزدیک سب سے بڑا اور اہم مسئلہ صرف یہی ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے پیغمبر اسلام ﷺ کی محبت نکال دی جائے۔

اسلامیان وطن کو یاد ہوگا کہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک دیہات میں ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی نسبت انتہائی کمینے، گندے الفاظ دیواروں پر لکھے۔ وہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ اس پر کیس درج ہوا چالان مکمل ہوا، گواہ بھگتے، سیشن جج نے اسے سزائے موت سنائی۔ اس دور میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ وزیراعظم پاکستان تھیں۔ تب لاہور ہائیکورٹ میں اپیل دائر ہوئی۔ کیس کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے کیس کا فیصلہ روکے رکھا۔ تمام عدالتوں میں چھٹی ہوگئی۔ یہ عدالت کھلی رکھی گئی۔ عصر، مغرب گزر گئی، فیصلہ نہ سنایا گیا۔ رات گئے فیصلہ میں ملزم کو بری کر دیا گیا۔ عدالت سے اسی وقت روبکار تیار ہوئی۔ سرکاری اہل کار اور گاڑی وہ روبکار لے کر جیل گئے۔ اسے راتوں رات رہا کیا گیا۔ ایئرپورٹ لایا گیا۔ حجامت کرائی گئی۔ نہلا دھلا کر نیا پینٹ پتلون کا پہناوا نذر کیا گیا۔ پاسپورٹ پر پہلے سے غیر ملکی ویزا لگوایا ہوا تھا۔ ایئر ٹکٹ، کنفرم سیٹ پر مشتمل کاغذات اس کے سپرد کئے گئے۔ جہاز کی سیڑھیوں پر بریف کیس ڈالروں سے بھرا ہوا اس کے سپرد کر کے اسے اس سرکاری اہتمام سے روانہ کیا گیا۔ جو شخص اہانت رسول ﷺ کا ملزم تھا حکومت نے اسے سرکاری اعلیٰ درجہ کا مہمان قرار دیا اور اسے پروٹوکول دیئے گئے۔ اس کے اعزاز و اکرام اور کاغذات کی تیاری کا تمام تر نظم دیکھ کر یہ کہنا نافہمی نہیں کہ اس کا عدالتی فیصلہ بھی اس تیاری کا حصہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورے ملک میں کراچی سے خیبر تک خوفناک اور بھیانک

قسم کی اہانت رسول ﷺ کے واقعات کی ایسی فضا بن گئی گویا سیلاب آ گیا۔ ہر کوئی یہ سمجھ رہا تھا کہ بیرون ملک جانے کا شارٹ کٹ راستہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو گالیاں دیتے جاؤ اور باہر کا ویزا لیتے جاؤ۔ یہ سب کچھ حکمرانوں اور مملکت کے سربراہوں کی بدتدبیری اور احمقانہ سوچ کے باعث ہوا۔ اس موقع پر کس دکھ سے یہ عرض کیا جائے کہ جس دن سے یہ قانون بنا ہے ایک بھی اہانت رسول ﷺ کے مجرم کو سزا نہیں دی گئی۔ سینکڑوں کیس درج ہوئے۔ پہلے پولیس، ورنہ سیشن جج مجرم کو فارغ کر دیتے ہیں اور اگر وہاں سے سزا ہو جائے تو ہائیکورٹ و سپریم کورٹ نے تو گویا قسم اٹھا رکھی ہے کہ اس قانون کے مجرموں کو سزا نہیں دینا ہے۔

بے نہ دیدنی دیدہ ام من
مرا کاشکے مادر نہ زادے

توجہ فرمایئے! کہ ایک دفعہ ویٹی کن سٹی کے پوپ نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو اپنے درشن کے لئے بلایا۔ مسیحی ممالک کے سربراہان تو شرف زیارت کے لئے لپکے۔ پاکستان کے سربراہ جناب زرداری صاحب بھی نیارے وارے ہونے کے لئے پہلی صف میں حاضر باش ہوئے۔ تب براہ راست پوپ نے فرمایا کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت قانون ختم ہونا چاہئے۔ زرداری صاحب نے دل و جان سے جھک کر سر نیچے کر کے دونوں ہاتھ باندھ کر سینے پر رکھے اور ٹھوڑی کو ہاتھوں کی انگلیوں کے اوپر کے سرے سے ملا کر وعدہ کیا کہ جی حضور وعدہ رہا۔ تحفظ ناموس رسالت کا قانون ختم کریں گے۔ اس سے قبل ایک شور تھا۔ نیشنل اسمبلی میں شیریں رحمٰن تحفظ ناموس قانون ختم کرنے کا بل جمع کرا چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن عمرہ کر کے کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں تحفظ ناموس رسالت ریلی تھی۔ لاکھوں خلق خدا جمع تھی۔ ''ذرا نم ہو تو مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی'' کا عملی منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔ تبت سنٹر کے پل پر سٹیج بنایا گیا تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا تھا:

''جناب زرداری صاحب! اگر آپ نے پوپ صاحب سے وعدہ کیا ہے قانون کو ختم کرنے کا تو میں رحمت عالم ﷺ سے گنبد خضراء پر وعدہ کر کے آیا ہوں کہ قانون ختم نہیں ہونے دیں گے۔''

آپ کی للکار حق سے اس منصوبہ کے بال و پر بھسم ہو گئے۔ کراچی میں لاہور کی ریلی کا اعلان کیا گیا۔ لاہور کی ریلی پنجاب کی سب سے بڑی ریلی تھی۔ اس میں بعض حکومتی کارندے اور بعض احمق و نادان، عقل و خرد کے دشمن، گماشتوں اور آوارہ گرد ذہنی مفلسوں نے بدمزگی پیدا کرنا چاہی۔ اللہ رب العزت کی شان کبریائی دیکھئے، آج وہی لوگ اور ان کے مربیان منہ چھپاتے پھر رہے ہیں: ''ترا کاشکے مادر نہ زادے'' لاہور کی ریلی میں پشاور کی ریلی کا اعلان کر دیا گیا۔ ابھی پشاور کی ریلی کا وقت نہ آیا تھا کہ وفاقی حکومت نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ وزیراعظم جناب گیلانی صاحب نے دستخط کر دیئے کہ تحفظ ناموس ﷺ کا قانون ختم نہیں ہوگا۔ وہ نوٹیفکیشن مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے سپرد کیا گیا۔ اسلام جیت گیا اور اسلامیان وطن سرفراز و شادمان ہو گئے۔

اس سے قبل ایک اور سانحہ ہوا کہ ننکانہ صاحب کے قریب چک اٹانوالی میں فالسہ کا پھل چنتے ہوئے ایک مسیحی خاتون آسیہ مسیح نے سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور رحمت عالم ﷺ کے خلاف دریدہ دہنی کی۔ گاؤں کی عورتوں نے گاؤں میں تذکرہ کیا۔ نمبردار نے پنچائیت بلائی تو آسیہ مسیح نے جرم واضح طور پر تسلیم کیا۔ گاؤں کی پنچائیت تھانہ گئی۔ درخواست دی جو تھانیدار نے سرکاری ضلعی وکیل کو قانونی رائے دہی کے لئے بھجوا دی۔ سرکاری وکیل نے رپورٹ دی کہ کیس بنتا ہے۔ مقدمہ درج ہوا۔ ایس. پی نے انکوائری کی۔ ملزمہ نے ان کے سامنے بھی اعتراف جرم کیا۔ انہوں نے چالان مکمل کیا۔ سیشن جج کی عدالت میں کیس چلا۔ جرم ثابت ہوا۔ عدالت نے فیصلہ سے قبل پوری عدالت خالی کرا کر ملزمہ سے علیحدگی میں دریافت کیا کہ آپ پر دباؤ کی وجہ سے کیس بنایا گیا یا ڈرا کر بیان دلوایا گیا ہو تو آپ صحیح صحیح بتا دیں۔ آپ کو رہا کر دیں گے۔ ابھی وقت ہے۔ اس نے ان کے سامنے بھی اعتراف جرم کیا۔ چنانچہ سزا سنا دی گئی۔ ادھر فیصلہ ہوا۔ ادھر گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے جیل میں جا کر آسیہ سے ملاقات کی۔ درخواست لکھائی کہ صدر مملکت سے تمہاری سزا معاف کرا کر آتا ہوں۔ حالانکہ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ پھر ہائیکورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل جانے کا مرحلہ اور قانونی راستہ ترک کیا۔ قانون کو بلڈوز کر کے پاؤں کے تلے روندا گیا۔ جیل سے باہر اخبارات اور ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو کالا قانون کہا۔ اسے ایک ڈکٹیٹر کی ایجاد قرار دیا۔ یاوہ گوئی، ژاژخواہی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو اس قانون کے خلاف دریدہ دہنی کرتے ہوئے سلمان تاثیر نے استعمال نہ کیا ہو۔ پوری حکومت میں ایک شخص نے یہ نہیں کہا کہ سلمان تاثیر نے جس قانون کی پاسداری کا حلف اٹھایا اس کی مخالفت کر کے کمینگی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ نتیجہ میں جناب ممتاز قادری نے سلمان تاثیر کو چلتا کیا۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمد زین العابدین

۱۱؍مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعہ کی صبح فجر کے وقت پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں موجودہ وقت کے سب سے اونچی نسبتوں کے حامل بزرگ حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی صاحبؒ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴۶ھ (۱۹۲۷ء) میں بھارتی پنجاب کے ایک شہر امرتسر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ و بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) کے گھر میں پیدا ہوئے، آپ کی قاعدہ کی بسم اللہ امام العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے کرائی، ۹؍سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، پھر ابتدائی کتب درسِ نظامی کی ابتداء حضرت تھانویؒ نے کرائی اور ماسوائے کتب حدیث کے تمام کتابیں اپنے والدؒ سے پڑھیں، ۱۹۴۱ء میں دار العلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کیا اور دورہ کی ہر کتاب کی ابتداء اور انتہا بھی تبرکاً حضرت تھانویؒ کے ذریعہ ہوئی، دار العلوم دیوبند میں حضرت مدنیؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ ایسے مشائخ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ۱۹۴۹ء سے جامعہ اشرفیہ میں تدریس شروع کی اور اپنے والد کی وفات (۱۹۶۱ء) کے بعد سے تاوفات تقریباً پچپن سال جامعہ اشرفیہ کے مہتمم رہے اور کتب حدیث کا درس دیتے رہے۔ درمیان میں کچھ عرصہ وفاق المدارس کے نائب صدر بھی رہے، تصوف اور سلوک میں پہلے پہل حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، اور اجازتِ بیعت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کی مسجد الحسن میں آخر وقت تک جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ موجودہ وقت میں حضرت تھانویؒ، حضرت کشمیریؒ اور حضرت مدنیؒ ہر تین مشائخ سے شرف تلمذ کی نسبت کی حامل شخصیت کوئی نہیں ہے، مولانا عبیداللہ صاحبؒ اس خصوصیت کے اندر اپنے معاصرین میں ممتاز تھے، ایسی شخصیت کا انتقال اُمت کے لیے بڑا نقصان ہے، ذیل میں حضرت رحمہ اللہ کے بیان فرمودہ اپنے بزرگوں سے تعلقات کا تذکرہ دیا جارہا ہے اس لیے کہ کسی شخصیت کے سب سے معتبر حالات وہ ہوتے ہیں جو وہ خود اپنے قلم وزبان سے بیان کردے، ملاحظہ ہو:

’’اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے ہے کہ اُس نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی کروائی، مار بھی کھلوائی اور انعام بھی دلوایا، اسی طرح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زیارت کروائی، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جسے عطا فرمائے۔

میرا نام حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا اور فرمایا کہ: محمد عبیداللہ اس لیے رکھا کہ پہلے ’’محمد‘‘ آخر میں ’’اللہ‘‘ اور ان دونوں کے درمیان چھوٹا سا بندہ ’’عبید‘‘۔

ایک بار حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر تشریف فرما تھے، حضرت والد صاحب سے فرمایا: عبیداللہ سے ملاؤ، اس وقت میں چھوٹا تھا، شرارتی تھا، اس وجہ سے والد صاحب کو جھجک محسوس ہورہی تھی اس وجہ سے والد صاحب نہیں لاتے تھے کہیں شرارت نہ کرے، یہی بات والد صاحب نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو فرمایا: ضرور لاؤ، تو والد صاحب نے خوب سمجھا بجھا کر کہ شرارت نہیں کرنی، لے آئے اور مجھے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں بٹھادیا، میں بڑے سکون سے بیٹھا تھا، اتنے میں حضرت کشمیریؒ نے فرمایا: ’’مفتی صاحب! بچہ کہاں ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: حضرت بچہ آپ کی گود میں ہے، میں خاموشی سے بیٹھا تھا، جس پر حضرت کشمیریؒ نے فرمایا: ’’یہ تو آپ کا بھی باپ لگتا ہے بچہ نہیں لگتا۔‘‘

ایک خوبی ہے اور تو کوئی خوبی نہیں ہے بڑے بڑے بزرگوں کی زیارت بھی ہوئی اور پیار بھی ملا، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے حق تعالیٰ نے زیارت کروادی حضرت تھانویؒ، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ، حضرت مدنیؒ تو میرے استاد بھی تھے بڑے اکابر کی زیارت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہوگئی، حضرت تھانویؒ سے ایسی تین خصوصیات اس نالائق کو ملی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے خلیفہ کو بھی نہیں ملی، حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ (خادم خاص وخلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ) کو بھی نہیں ملیں، کسی کو نہیں ملیں۔ ناکارہ کو ملی ہیں: ایک تو درسِ نظامی کی ہر

کتاب کا افتتاح حضرت تھانویؒ سے کیا ہے میزان سے لے کر بخاری شریف تک "لا شریک لی فیه احد" دوسری خصوصیت تھپڑ بھی تین کھائے اکٹھے، حضرتؒ کا ہاتھ ماشاء اللہ بڑا مضبوط تھا اور میری تو عمر تھوڑی تھی، نو دس سال کا تھا، کچھ غلطی ہوئی تھی بس غلطی کا تو حضرتؒ کے ہاں کوئی ادھار تھا ہی نہیں فوراً ایک تھپڑ، دو تھپڑ، تین تھپڑ، میری چھوٹی عمر تھی حضرت کا ہاتھ مبارک بڑا مضبوط تھا، میں نے تو فوراً رونا شروع کر دیا، خواجہ صاحبؒ اُدھر ٹہل رہے تھے، دیکھ رہے تھے، مجھے مار پڑتی ہوئی، حضرتؒ تو مار کر چلے گئے خواجہ صاحبؒ آئے، پوچھا کتنے تھپڑ کھائے؟ میں نے کہا تین، فوراً تین پیار دیئے اور فرمایا "تو بڑا خوش قسمت ہے، ہم تو ساری عمر ترس گئے ہمیں تو ایک تھپڑ بھی نہیں ملا" کیسے قدردان تھے، تین پیار دیئے، یہ بھی میری خصوصیت ہے کسی کو نہیں ملی، کسی کو ایک آدھ تھپڑ ملا ہوگا وہ بھی اس انداز کا نہیں ملا ہوگا کہ اتنے بڑے آدمی کا اتنے چھوٹے سے بچے کو تھپڑ۔ اور تیسری خصوصیت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا آپ جب جائیں مجھے بتلانا عبیداللہ کے لیے میں نے ایک ہدیہ رکھا ہے وہ لیتے جانا، حضرت کہاں، میں کہاں، ہدیہ کہاں، بس پھر وہ ہدیہ ملا، آج کے لوگوں نے تو شاید نہیں دیکھا ہوگا اُس زمانے میں ہندوستان کے اندر روئی کا 'گرم ٹوپا' بنتا تھا، بچوں کے لیے ہوتا تھا، ریشم کا، بچوں کے لیے جائز ہے، حضرتؒ نے وہ ہدیہ رکھا والد صاحب سے فرمایا: آپ جائیں عبیداللہ کے لیے ہدیہ رکھا ہوا ہے، لیتے جائیں، میں (حضرت تھانویؒ کے پاس) رمضان میں جاتا تھا اور پہلے گھر واپس آ جاتا تھا، والدہ اور بھائی وغیرہ امرتسر میں ہوتے تھے والد صاحب پورا چلہ کاٹ کے آتے تھے عید وہاں ہوتی تھی میں پہلے ہی آ گیا تھا، حضرتؒ نے فرمایا: جانے سے دو دن پہلے بتلا دینا، والد صاحب نے فرمایا "ہدیہ عبیداللہ کے لیے" اس پیار سے، ایک کائنات کیا لاکھوں کائنات ہوتیں تو میں اس لفظ پہ قربان کر دیتا، کہاں حضرت، کہاں یہ پیار بھرا جملہ، تو خیر بتلایا کہ میں جا رہا ہوں تو حضرت نے وہ گرم ٹوپا اس میں تقریباً ایک پاؤ روئی ڈالتے تھے گرم اتنا کہ سردیوں میں پسینہ آتا تھا اور نرم اتنا کہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ ہے بھی کہ نہیں ایسی خصوصیت تھی، تو وہ ٹوپا دیا، قربان جائیں اللہ والوں کی باتوں میں دنیوی باتوں میں بھی لذت تھی، فرمایا یہ اس کے لیے لے جانا یہ سر پہ پہنے گا "وفی الرأس کل شئی" یعنی سب کچھ سر ہی میں ہے دماغ ہے تو آنکھ کام کی ہے دماغ ہے تو ناک کام کی ہے سونگھے گا، دیکھے گا، کھائے گا، دماغ نہیں تو میت پڑا ہوا ہے پہلے سے زیادہ خوب صورت سب کچھ لگا ہوا ہے، آنکھیں ہیں، ناک ہے، کان ہیں، مگر دماغ نہیں ہے تو کچھ نہیں یہ معنی ہے وفی الرأس کل شئی۔

بچپن میں میری پڑھائی میں توجہ کم تھی، والدہ نے ایک مرتبہ میرے متعلق شکایت کا خط والد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا حضرت والد صاحبؒ ان دنوں حضرت تھانویؒ کے ہاں رمضان کا عشرۂ اخیر گزارنے تھانہ بھون گئے ہوئے تھے۔ لکھا: "آپ تو اپنے شیخ کی گود میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور یہاں عبیداللہ شرارتیں کرتا ہے مجھے تنگ کرتا ہے۔" یہ خط والد صاحبؒ نے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں پیش کیا، اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ان شاء اللہ عبیداللہ بھاگتے دوڑتے ہی عالم بن جائے گا۔"

ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہو گیا، والدہ بہت متفکر ہو گئیں، رشتہ دار جمع ہو گئے، والد صاحبؒ کے چہرے پر تفکر کے اثرات نہ تھے، والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے پوچھا: تمہیں عبیداللہ کی فکر نہیں ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: میرے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا دی تھی کہ عبیداللہ بھاگتے دوڑتے عالم بن جائے گا، ابھی تو یہ عالم بھی نہیں بنا، فوت کیسے ہوگا؟ والد صاحبؒ والدہ صاحبہ کو فرمایا کرتے تھے کہ: "مجھے عبیداللہ کی کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ اس پر میرے شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظریں پڑی ہوئی ہیں۔"

میں حضرت تھانویؒ کی خدمت میں نو سال کی عمر سے حاضر ہو رہا تھا، ایک مرتبہ فرمایا کہ: بیٹا، بیٹا، بیٹا تین مرتبہ بیٹا کہہ کر فرمایا منّاع للخیر نہ بننا۔ کوئی دین کی بات، نیکی کی بات پوچھے تو اس کو بتانے میں رکاوٹ کا سبب نہ بننا۔ حضرت تھانویؒ کا ایک جملہ یاد ہے جسے دہراتا ہوں کہ گو ہم انسان نہیں بنے لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہوں نے دکھا دیا کہ انسان ایسے ہوتے ہیں، اب غیر انسان ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے، بحمد اللہ ہم نے بھی انسان دیکھے ہیں حضرت تھانوی کی شکل میں، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی شکل میں اور حضرت مدنیؒ کی شکل میں۔ حضرت تھانویؒ سے تو میں نے ہر کتاب کی ابتداء کی، حضرت کشمیریؒ سے قاعدہ کی ابتدا کی اور ان کی گود میں کھیلا ہوں اور حضرت مدنیؒ سے نہ صرف حدیث پڑھتا تھا بلکہ اپنی کم عمری اور ناسمجھی اور ان کی شفقت کی وجہ سے مناظرہ کی شکل بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھردرا اور چبھتا ہوا کرتا پسند فرماتے تھے چناں چہ کھدر پہننا اتباع سنت ہے وہ انگریزی استعمار کا دور تھا، حضرت مدنیؒ کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی، جب انگریزوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور سزا مالٹا کی جیل میں قید کیا تو حضرت مدنیؒ بھی ان کے ساتھ تھے، انہوں نے اپنے شیخ کی ایسی خدمت کی کہ سردیوں میں گرم پانی کی بوتل پیٹ کے ساتھ رکھ کر اکڑوں بیٹھے رہتے تھے، تاکہ پانی گرم رہے اور فجر کے وقت اپنے شیخ کی

خدمت میں وضو کے لیے یہ گرم پانی پیش کر دیتے تھے۔ تو حضرت مدنیؒ نے دار العلوم دیوبند میں سبق پڑھاتے ہوئے فتویٰ دیا کہ کھدر پہننا اتباع سنت ہے اور ولایتی کپڑا پہننا حرام ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ ولایتی کپڑا استعمال کیا تو اس کا نفع انگریز کے پاس جائے گا، جس سے انگریز کافر کی اعانت ہوگی اور کافر کی اعانت کفر کی اعانت ہے اور کفر کی اعانت جرم ہے اور حرام ہے۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے اس وقت میں نے چکن کا کپڑا پہن رکھا تھا تو فرمایا کہ یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آئے گی تو چکن پہن اور رنگین کمر بند باندھ، کیسے پیارے تھے ہمارے اکابر!۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک بار فرمایا کہ: ”اگر دین اسلام میں کوئی کمی ہوتی تو اللہ کریم مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری کو مسلمان پیدا نہ کرتے۔“

والد صاحب کو تراویح میں ایک بار قرآن سنایا، منزل خوب یاد تھی، کوشش بھی یہی تھی کہ پورے قرآن پاک میں غلطی نہ آئے، پہلے تو کوئی غلطی نہ آئی، آخری پارے کی سورۃ اخلاص میں غلطی آ گئی، جس پر والد صاحب بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ: ”تیرے عجب کا اللہ کریم نے علاج کر دیا۔“ اور کسی ساتھی نے فرمایا: ”عبید اللہ قرآن پاک حلق سے پڑھتا ہے، دعا کرو اس کو دل سے پڑھنا نصیب ہو جائے۔“ پھر فرمایا: قرآن پڑھنا آسان، یاد کرنا آسان، یاد رکھنا مشکل اور اس پر عمل کرنا اس سے بھی مشکل، جو شخص پڑھ کر عمداً بھلا دے، جہنم میں سزا پائے گا۔“ (مندرجہ بالا مکمل گفتگو کتابچہ ”ایک یادگار مجلس“ مرتب: مولانا محمد عبید اللہ ساجد، ماہنامہ الابرار جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ اور ربیع الاول ۱۴۳۷ھ سے ماخوذ ہے)

۱۱ رمارچ بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد الحسن لاہور میں ہزاروں مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر اللہ کی اس امانت کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔

فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ.. ☆☆

اللہ تعالیٰ کے نام سے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ”ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے، ادھورا ہے۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اہم کام ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ سے شروع کرنے کی تاکید فرمائی ہے، یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت، پانی پیتے وقت، سواری پر سوار ہوتے وقت، کوئی تحریر یا خط لکھتے وقت غرض ہر قابل ذکر مشغلے کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھا کرتے تھے۔ یہ اس بات کا اعلان ہے کہ اس کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا۔ انسان کو اپنی عملی زندگی میں اسباب کو اختیار کرنے کا حکم ضرور دیا گیا ہے لیکن نہ تو یہ اسباب خود بخود وجود میں آ گئے ہیں اور نہ ان اسباب میں بذات خود کوئی کارنامہ انجام دینے کی طاقت موجود ہے۔ حقیقت میں ان اسباب کو پیدا کرنے والا اور ان میں تاثیر پیدا کر کے ان کے نتیجے میں واقعات کو وجود میں لانے والا کوئی اور ہے۔ اس کی ایک سادہ سی مثال یہ ہے کہ ہم جب پانی پینا چاہتے ہیں تو بسا اوقات غفلت اور بے دھیانی کے عالم میں پی کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ ایک ظاہر بیں انسان زیادہ سے زیادہ اتنا سوچ لیتا ہے کہ اسے پانی کس کنویں، کس دریا، کس جھیل یا نہر سے حاصل ہوا ہے، لیکن اس کنویں یا دریا اور جھیل تک پانی کیسے پہنچا؟ اور انسان کی پیاس بجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے کائنات کی کتنی قوتیں اس کی خدمت میں لگا رکھی ہیں اور اس کے لئے کیسا عجیب و غریب نظام بنا ہوا ہے؟ اس کا دھیان بہت کم لوگ کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا عظیم الشان ذخیرہ سمندروں کی شکل میں محفوظ فرمایا ہے اور اسے سڑنے سے بچانے کے لئے اول تو اسے نمکین بنا دیا ہے اور دوسری طرف اسے ہر دم اس طرح رواں دواں کر دیا ہے کہ اس کی موجیں حرکت اور بے تابی کی علامت بن گئی ہیں اور باوجود یہ کہ اس میں روزانہ ہزار ہا جانور مرتے ہیں لیکن یہ پانی بھی سڑتا نہیں ہے، لیکن انسان کے لئے پانی کے اس عظیم الشان ذخیرہ سے براہ راست فائدہ اٹھانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ اول تو اس پانی کی کڑواہٹ ایسی ہے کہ انسان اسے پی نہیں سکتا۔ دوسرے اس پانی کا حصول آس پاس بسنے والوں کے لئے ممکن ہے۔ دور رہنے والے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر سے مون سون اٹھا کر ایسا خودکار پلانٹ نصب کر دیا ہے جس کے ذریعے سمندر کے کڑوے پانی کو میٹھا کرنے کا حیرت انگیز نظام کسی انسانی محنت یا مالی خرچ کے بغیر مسلسل جاری ہے۔ دوسری طرف اس مون سون کو بادلوں کی شکل دے کر ایک مفت ایئر کارگو سروس فراہم کر دی ہے، جس کے ذریعے یہ سیال پانی ہوا میں تیرتا اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل کی مسافت طے کرتا ہے اور اس کی فضائی پرواز نے دنیا کے ہر خطے کو سمندر کا پانی میٹھا کر کے سپلائی کرنے کی ذمہ داری لے رکھی ہے، لیکن نہ تو انسان یہ برداشت کر سکتا تھا کہ اس پر ہر وقت بادل چھائے رہیں، بارش برستی رہے اور نہ اس میں یہ طاقت تھی کہ وہ سال بھر یا چھ مہینے کا پانی ایک ساتھ اکٹھا کر کے رکھ سکے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قدرت نے یہ انتظام فرمایا کہ بادلوں کا یہ پانی پہاڑوں پر برسا کر اس کے منجمد ذخیرے برف کی شکل میں محفوظ فرما دیئے۔ پانی کا یہ دلفریب کوڈ اسٹوریج پہاڑوں پر دل آویز نظارے تو فراہم کرتا ہی ہے لیکن اس کا اصل کام ہماری پیاس بجھانے کا انتظام ہے، پھر انسان کو یہ تکلیف بھی نہیں دی گئی کہ وہ اس برفستان میں خود جا کر اپنی ضرورت پوری کرے بلکہ اسے سورج کی گرمی سے پگھلا کر دریا اور پہاڑی نالے بنا دیئے گئے اور اس کے علاوہ پانی کے سوتوں کے ذریعے زمین کے کونے کونے میں ایسی پائپ لائن بچھا دی گئی ہے کہ انسان جہاں سے زمین کھودے وہیں سے پانی برآمد ہو جاتا ہے۔ سمندر سے پانی اٹھا کر اسے پہاڑوں پر محفوظ کرنے اور پھر زمین دوز پائپ لائن کے ذریعے دنیا کے چپے چپے تک اسے پہنچا کر اس عظیم الشان سلسلے میں کہیں بھی انسانی عمل یا اس کی فکر و کاوش اور منصوبہ بندی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ انسان کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ ان بہتے ہوئے دریاؤں یا زمین میں پوشیدہ سوتوں سے اپنی ضرورت کے مطابق پانی حاصل کرے، اگرچہ یہ کام پانی کی سپلائی کے مذکورہ قدرتی اور آفاقی نظام کے مقابلے میں نہایت محدود اور مختصر کام ہے لیکن اس محدود سے کام کی انجام دہی میں بھی انسان بڑی مشقت اٹھاتا ہے، بہت روپیہ خرچ کرتا ہے، اس کائنات کے دوسرے وسائل سے کام لیتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

معاشرہ کی تربیت واصلاح

اُسوۂ نبوی کی روشنی میں

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

اصلاح وتربیت کا کام سب سے اہم اور ضروری کام ہے، مقاصد کی تکمیل، نوعی افادیت اور تضادات وتنوع کے باوجود توافق وہم آہنگی اصلاح و تربیت سے وابستہ ہے، معاشرہ کسی فرد کا نام نہیں بلکہ افراد کی حیثیت اس میں ان بنیادی اینٹوں کی ہے جن سے کوئی عمارت تعمیر کی جاتی ہے، اگر اینٹیں پختہ ہوں اور انہیں تناسب سے باہم جوڑ دیا جائے، میٹریل اعلیٰ درجہ کا استعمال کیا جائے اور ضرورت کی تمام چیزوں کو تناسب سے فراہم کیا جائے، کسی وقتی جوش وجذبہ کے بجائے بتدریج اور منصوبہ کے مطابق تعمیر کا کام جاری رہے تو ایک دن ایک خوبصورت بلکہ مثالی اور مستحکم عمارت تیار ہوجائے گی، اسی طرح اگر معاشرہ کے افراد عقیدہ، عمل، اخلاق، معاملات اور تعلیم وتربیت کے مرحلوں سے گزر کر پختہ ہوچکے ہوں اور مسلسل یہ عمل جاری ہو تو معاشرہ مثالی وجود میں آسکتا ہے، دنیا کے تمام مصلحین، مجددین اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معاشرہ کی بگڑتی ہوئی حالت ہی کو سلجھانے کے لئے اپنے اپنے دور میں کوشاں رہے اور نوع انسانی کی بقا اور صلاح وفلاح کے لئے اپنی ساری کوششیں صرف کرتے رہے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور دعوت واصلاح میں آپ کی ہمہ گیر اور جامع کوششیں انقلابی اثرات کے اعتبار سے سب سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں، لیکن یہ کیسے ہوا، کیونکر ہوا، کس دور میں ہوا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے اہم ابواب ہیں، ایک جاہل و ناخواندہ قوم جس میں مشکل سے چند افراد لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے، جو قوم تہذیب وتمدن کے مراکز سے بہت دور اور بے پرواتھی، جنھوں نے شان و شوکت کا ایسا مظاہرہ بھی نہیں دیکھا تھا جو اہل روم و ایران اس دور کی دو متمدن حکومتوں کا طرۂ امتیاز بن چکا تھا، قتل وغارت گری، جن کا شیوہ تھا، عورت کی بے وقعتی کے لئے یہ کافی ہے کہ اسے زندہ سلامت چھوڑ دینا بھی گوارا نہ تھا، بچی کی صورت میں اسے درگور کرکے اپنی نخوت وپندار کی لو کو تیز کرنے کا سامان کیا جاتا تھا، ماں کی صورت میں کبھی کبھی وراثت کا ایک حصہ بن کر کسی بیٹے کی ملکیت میں اسے منتقل ہونا پڑتا تھا، حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک برائی تھی جس کے شر سے معاشرہ بوجھل تھا اور اس سے چھٹکارا پانے کی مختلف خود ساختہ تدبیریں کی جاری تھیں، عقیدہ کا حال یہ تھا کہ غیر اللہ کی عبادت کا جال بچھا ہوا تھا، گزرا ہوا فرد مقدس الٰہ کا درجہ رکھتا تھا، پھر اس کی تصویریں بن جاتیں اور مجسمے نصب کردیے جاتے، اللہ کا مقدس گھر کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت ہر سائز اور ہر موقع کے براجمان تھے، خالق کون ومکاں کو فراموش کردیا گیا تھا، چنانچہ انسان جو اپنی ذات سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے نتیجتاً خود فراموشی میں مبتلا ہوچکا تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ناز اور بعثت سرمدی کی برکت سے ایسی بہار آئی کہ فصل خزاں بہار آفریں بن گئی، کنکروں اور پتھروں سے ڈرنے والے بڑی بڑی حکومتوں سے ٹکر لینے لگے اور ان سے اس طرح بات کرنے لگے گویا وہ مٹی کی مورتی اور کاغذ کے کھلونے ہیں۔

اللہ واحد پر ایمان ویقین نے انہیں بے خوف بنادیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کے اثر سے سارے جہاں کے وہ معلم گردانے گئے، انتشار وانارکی کی فضا میں بے اطمینانی کی سانس لینے والے، انتظام وانصرام اور قوت واستحکام میں ایسے آگے بڑھے کہ دارائی وجہاں بانی میں ان کا ثانی نہ ہوا، اخوت، مساوات، محبت وانسجام، راستی وصداقت، صلح وآشتی، خیرخواہی، بہی خواہی، جواں مردی، جاں بازی، جاں نثاری اور جاں سپاری کے وہ نمونے پیش کیے جن کے تذکرے سے آج بھی آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو قرار اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہنے والے ایسے تھے کہ آج بھی انہیں حق وباطل کا معیار سمجھا جاتا ہے، ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی ہے، ارشاد ہوا:

''علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔'' (مشکوٰۃ:۳۰ طبع قدیمی)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

''اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔'' (مشکوٰۃ:۵۵۴ طبع قدیمی)

ترجمہ: ''میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، ان میں سے کسی طرح (مجموعی) اقتدا تمہارے لئے ہدایت کا سامان ہے۔''

کہیں ان کے حق میں لافانی نغمہ سنایا گیا: ''اعملوا ماشئتم''... جو چاہو تم کرو... یہ ان کی ذات پر اعتماد کی ایک بین دلیل ہے۔

معاشرہ کی اصلاح:

معاشرہ کی تربیت و اصلاح کے لئے لازم ہے کہ ہم انہی اصولوں سے اکتساب فیض کریں، جن کے اثر سے ایسا مثالی معاشرہ وجود میں آیا، آج بھی اس مثالی معاشرہ کے خدوخال پوری طرح واضح اور تفصیل کے ساتھ اس کی جزئیات تک موجود ہیں، ہمیں اصلاح کے لئے کسی معاشرہ کے صالح اجزا کو قبول کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھنا ہوگا کہ وہ ہمارے اسلامی معاشرہ کی قدروں کے منافی تو نہیں، اگر ایسا ہے تو پوری دنیا اگر اسے صالح قرار دے تو وہ صالح نہیں بلکہ سم قاتل ہے، آج ہمارے معاشرہ میں اصلاح کا عمل مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف سطح پر جاری ہے لیکن اس کے جو اثرات معاشرہ پر پڑنے چاہئے تھے، وہ ہنوز تشنہ ہیں، اس پر بھی ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کیا باتیں تھیں، جن کی طرف معاشرہ کی اصلاح وتربیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہماری رہنمائی کرتی ہے، جنہیں عملی طور پر اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والوں کو سب سے پہلے اختیار کرنا ہوگا، ورنہ ساری کوششیں نقش بر آب اور مقاصد کی تحصیل میں سراب وخواب کے مرادف ہوں گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کی خصوصیات تو بے شمار ہیں، لیکن وہ بنیادی خصوصیت جس نے معاشرہ کی اصلاح میں ہمہ گیر اثرات اور حیرت انگیز انقلاب برپا کیا وہ آپ کی شفقت، رحمت، دل سوزی، خیر خواہی، رحم دلی اور نرم خوئی ہے۔ قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا ذکر فرما کر اسے آپ کی کامیابی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك۔'' (آل عمران:۱۵۹)

ترجمہ:''پس یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے نرم خو ہو گئے اور اگر آپؐ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپؐ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس بات کی گواہ ہے کہ آپؐ کے دل میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دشمنوں کے لئے انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، آپ ان پر غضبناک ہونے کے بجائے ان پر ترس کھاتے تھے کہ یہ لوگ کیسی سنگین گمراہی میں مبتلا ہیں اور آپ کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے معاشرہ کی اصلاح کا سامان ہو سکے اور حق بات دل میں اتر جائے اور ہدایت کے راستے کھل جائیں، آپؐ اس قسم کے معلم نہ تھے کہ محض کتاب پڑھا کر یا درس دے کر فارغ ہو بیٹھتے ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا، اس کے بجائے آپؐ اپنے زیر تربیت افراد کی زندگی کے ایک ایک شعبہ میں دخیل تھے، ان کے دکھ درد میں شریک تھے، ہر وقت ان کی فلاح و بہبود کے لئے فکر مند رہتے تھے، آپؐ کے اسی وصف کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم۔'' (التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ:''بلاشبہ تمہارے پاس تمہی میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے اور جو تمہاری بھلائی کا بے حد حریص ہے اور مسلمانوں پر بے حد شفیق و مہربان ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ پتھر دل انسان بھی آپؐ کے حضور میں پہنچا تو موم ہو گیا اور اسی دل سوزی کی کیفیت نے کتنی زنگ آلود طبیعتوں کو مصفیٰ و مزکیٰ کر دیا۔ علامہ نورالدین نے ''مجمع الزوائد'' میں مسند احمد اور معجم طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔'' ذرا تصور کیجئے کیا فرمائش ہو رہی ہے، کس گھناؤنے فعل کی اجازت بارگاہ رسالت سے طلب کی جا رہی ہے؟ آپؐ نے نہ اسے ڈانٹا اور نہ دھتکارا بلکہ فرمایا کہ بتاؤ: اگر تمہاری بہن یا ماں کے ساتھ ایسا کوئی کرنا چاہے تو تم پسند کرو گے؟ اس نوجوان نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا کہ پھر دوسرے لوگ یہ کیونکر پسند کریں گے کہ ان کی بہن یا ماں کے ساتھ ایسا کیا جائے، پھر آپؐ نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

''اللهم اغفر ذنبه، وطهر قلبه، واحصن فرجه۔''

ترجمہ:''اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما دیجئے اور اس کے قلب کو پاک کر دیجئے اور اس کی شرمگاہ کو عفت فرمائیے۔''

یہاں تک کہ جب وہ مجلس سے اٹھا تو اس گھناؤنے عمل سے تائب ہو چکا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تعلیم و تربیت کی دوسری خصوصیت جو سب سے زیادہ اہم ہے اور جس کی بساط پر معاشرہ کی اصلاح کا شطرنج کامیاب ہو سکتا ہے وہ یہ کہ آپؐ نے جس بات کی تعلیم دی، اس کا عملی نمونہ آپؐ نے خود اپنی ذات سے پیش

کیا، آپؐ نے نماز کا حکم سنایا، تو آپؐ نے فرمایا کہ ’’صلوا کما رائتمونی اصلی‘‘... نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو...۔

اور نمازیں آپؐ نے اتنی طویل پڑھیں کہ پاؤں مبارک میں ورم آجاتا تھا، آپؐ نے روزے کا حکم پہنچایا تو اپنی ذات پر اس کا اجرا اُس طور پر کیا کہ اس کی تاب کسی دوسرے کے لئے مشکل ہے۔ صحابہ کرامؓ نے صوم وصال کی اجازت چاہی تو انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی، آپؐ نے نماز باجماعت کی تعلیم دی تو خود عمل کرکے دکھایا کہ ساری زندگی نماز باجماعت کی جو پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے، عین مرض وفات میں آپؐ نے مسجد کی جماعت نہیں چھوڑی، بلکہ دو آدمی کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔

آپؐ نے زکوٰۃ کا حکم دیا تو سب سے پہلے اپنی زندگی میں اس کا بے مثال نمونہ پیش کیا، عام مسلمانوں کو چالیسواں حصہ نکالنے کی تلقین فرمائی تو اپنا یہ عمل تھا کہ اپنی ضرورت کو سادہ طریقے سے پورا کرنے کے بعد اپنی ساری آمدنی تقسیم فرمادیتے، ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول جلدی گھر تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس آئے، صحابہ کرامؓ نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ’’مجھے نماز میں یاد آیا کہ سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا گھر میں پڑا رہ گیا ہے، مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ رات آجائے اور وہ میرے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گھر میں پڑا ہو۔‘‘

حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رنجیدہ گھر میں تشریف لائے، میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: ’’ام سلمہ! کل جو سات دینار آئے تھے، شام ہوگئی اور وہ بستر پر پڑے رہ گئے‘‘، اس عملی تربیت کا نتیجہ یہ تھا کہ جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا کہ: ’’لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔‘‘ (آل عمران:۹۲)... تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو...۔

صحابہ کرامؓ نے اس آیت پر عمل کرنے کے لئے مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ فرمایا وہ تاریخ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی وہ تعلیم وتربیت جس نے دشمنوں کے دل جیتے اور جس نے وحشی قوم کو تہذیب وشائستگی کے بام عروج تک پہنچادیا ہے، اس کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تعلیم محض ایک فکر اور فلسفہ نہیں تھی جسے خوبصورت الفاظ کا خول چڑھا کر آپ نے اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کیا بلکہ وہ ایک متواتر اور پیہم عمل سے عبارت تھی، آپؐ کی مبارک زندگی کی ہر ہر ادا مجسم تعلیم تھی، چنانچہ اگر احادیث نبوی کا استقراٗ کرکے دیکھا جائے تو اس میں قولی احادیث کی تعداد کم ہے اور عملی احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ آپ کی تعلیمات نے روئے زمین پر جو حسین ودلکش انقلاب برپا فرمایا، اس میں زبانی تعلیم کا حصہ کم اور عملی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔

آج اگر اساتذہ کی تعلیم، واعظوں کے خطبے اور اہل دانش کی فکر انگیز تحریریں اصلاح معاشرہ کے عظیم کام کے لئے بے اثر نظر آتی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے پاس صرف دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفے تو ضرور ہیں لیکن ہماری عملی زندگی کا نقشہ اس حسن ودلکشی سے یکسر خالی ہے اور ایسی تعلیم وتربیت نہ صرف یہ کہ کوئی مفید اثر چھوڑتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کا ردعمل ایسا شدید ہوتا ہے جس سے بہت سی نفسیاتی الجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں اور مخاطب ایک شدید ذہنی کشمکش اور فکری انتشار کا شکار ہوجاتا ہے، اسی طرح استاد کی نکتہ سنجیاں، مقرر کی شعلہ بیانیاں اور انشاء پرداز کے حسین جملے کانفرنسوں اور اجتماعات کی دل آویزیاں ایک محدود وقت تک اپنا اثر رکھتی ہیں، ہوسکتا ہے کہ کان متاثر ہوں، دل اس کی صداقت کی گواہی دیں اور آنکھوں میں وہ دل ربا منظر رچ بس جائے، لیکن دلوں کو متاثر کرنے اور زندگیوں کی کایا پلٹنے کا کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنی زندگی عمل سے عبارت نہ ہو اور آج اسی کا فقدان ہے، اس کی ضرورت ہے، اگر ایسا کرلیا گیا تو پھر حقیقت میں اصلاح معاشرہ، اسلامی معاشرہ کا زریں باب ہوگا، جس میں بلکتی سسکتی دم توڑتی اور جلتی جھلتی انسانیت کو قرار حاصل ہوسکے گا۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے

☆☆.........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

الحاج صوفی حافظ محمد علی کا وصال

مولانا محمد احمد چناب نگر

۱۰ر فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ بوقت ۱:۳۰ رات الحاج صوفی حافظ محمد علی شہر چنیوٹ میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

صوفی محمد علی صاحب بن حاجی محمد صدیق پانی پت ہندوستان میں ۱۹۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ قوم آرائیں کے چشم چراغ تھے۔ تقسیم ہند کے بعد اپنے والد محترم کے ساتھ شہر چنیوٹ آ گئے ابتدائی تعلیم ۱۹۶۰ء میں مدرسۃ الحفاظ چنیوٹ میں قاری مشتاق صاحب اور قاری محمد صدیق سے حاصل کی۔ ابتدائی اسلامی کتب کی تعلیم مدرسہ حنفیہ سلانوالی میں حاصل کی۔

درس وتدریس:

۱۹۶۸ء میں مسجد سرگودھا ۹۰ چک شمالی میں درجہ حفظ کی کلاس پڑھانے کے ساتھ ساتھ امامت بھی کراتے تھے۔ اس کے بعد خطابت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہوئی جو ایک عرصہ تک بہ احسن وخوبی نبھاتے رہے۔ ۲۰۰۳ء سے آپ نے الحاج چوہدری مسعود اقبال رائس ملز والے کے ہاں جمعہ پڑھانا شروع کیا جو تادم زیست آپ نے خوب نبھایا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے دعا کے ساتھ ساتھ آہ وزاری کا خوب سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ اکثر دعا میں شرکاء خوب روتے ہوئے نظر آتے تھے۔ دو سال قبل آپ نے عیدین کی نماز بھی رائس ملز میں شروع کروائی جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ سیاسی طور پر آپ جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ تھے، ایک عرصہ تک چنیوٹ میں جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستگی:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ابتداء ہی سے لے کر تادم زیست وابستہ رہے، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے تذکرہ کرتے ہوئے اکثر رو پڑتے تھے۔ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھ گہرا ربط وتعلق تھا، اکثر ان کی اپنے گھر میں دعوت کرتے تھے۔ حضرت ہزارویؒ جب جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں تشریف لائے تو اس وقت حاجی محمد علی صاحب بھی ساتھ تھے، حضرت ہزارویؒ کا رومال اور ٹوپی آپ نے بطور تبرک سنبھال رکھا تھا، جو اس وقت آپ کے برادر صغیر حضرت قاری محمد ادریس صاحب کے پاس ہے۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں آپ کی تشریف آوری:

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اکثر تشریف لاتے تھے، سالانہ ختم نبوت کورس ہو یا سالانہ ختم نبوت کانفرنس آپ کی حاضری یقینی ہوتی تھی، چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب (انصاف کنڈا والے)، حافظ محمد ہارون صاحب اور جناب بھائی خالد صاحب اکثر آپ کے ہمراہ آتے تھے اور والد گرامی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی کے متعلق ہمیشہ پوچھتے تھے اور دعا دیتے تھے۔ گزشتہ سال ختم مشکوٰۃ شریف کے موقع پر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں تشریف لائے تو مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب نے فقیر راقم الحروف کے متعلق بتایا کہ مشکوٰۃ شریف جلد ثانی انہوں نے پڑھائی ہے تو بہت خوش ہوئے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

اسفار حرمین شریفین:

۱۹۷۴ء سے لے کر تا حال ہر سال عمرہ کرتے تھے، شیخ حذیفی کے ہاں چوہدری مسعود اقبال (رائس ملز والے) کے ہمراہ دعوت پر جاتے تھے۔ اس سال رمضان المبارک ۲۰۱۵ء میں بھی حسب سابق تشریف لے گئے۔ آپ نے دو حج کئے، پہلا حج ۱۹۷۷ء میں حاجی حاکم علی (حاجی سنز والے) کے ہمراہ ہوا، دوسرا حج ۱۹۹۶ء میں اپنے والدین اور زوجہ محترمہ کے ہمراہ کیا۔

سفر دیوبند:

۱۹۹۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں تشریف لے گئے۔ ان کو اکابرین کے ساتھ کھانا کھانے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ ان کی معیت میں بھائی خالد صاحب بھی تھے (جو کہ حاجی صاحب کی جدائی میں انتہائی افسردہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!) اکابرین سے تعلق حضرت حاجی صاحب کو اپنے دادا حاجی احمد علی مرحوم سے ملا تھا کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جب پانی پت میں آتے تو حاجی احمد علی کے ہاں تشریف لے آتے، دو مرتبہ دعوت کا شرف حضرت مدنیؒ نے حاجی احمد علی کو بخشا۔

جامع مسجد تعلیم الاسلام کالج چناب نگر:

آج سے پانچ سال قبل ۲۰۱۱ء میں حاجی مسعود اقبال (رائس ملز والے) نے مسجد کو آباد کیا، اس کی مرمت پر زرکثیر خرچ کیا اور مسجد کے لئے امام، خطیب اور مؤذن کی ضرورت بھی پوری کی تو مکمل طور پر مسجد تعلیم الاسلام کی نگرانی حاجی محمد علی کے سپرد ہوئی اور فقیر راقم الحروف کی تقرری بطور خطیب ہوئی۔ اس وقت سے حاجی محمد علیؒ کے ساتھ تعلق قائم ہوا جو آخر تک قائم ودائم رہا (حاجی صاحبؒ ہمیشہ شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے سے آپ کا معاملہ انتہائی اچھا تھا) تو حاجی صاحب مکمل طور پر باوجود پیرانہ سالی کے اکثر تشریف لاتے رہتے تھے اور مسجد کی مکمل طور پر نگرانی فرماتے رہتے تھے۔ یہ مسجد بھی آپ کے حسنات میں سے ہے۔

حاجی محمد علی کے جو احباب صاحب ثروت تھے (چوہدری حاجی محمد اصغر صاحب فیصل آباد، حاجی نعیم صاحب حاجی سنز والے، چوہدری غلام مصطفیٰ، چوہدری محمد ایوب، چوہدری عبدالحمید صاحب، جی ایم محمد ہارون صاحب رائس ملز والے) ان کو علماء ومدارس کے ساتھ جوڑنا حاجی صاحب کی فطرت سلیمہ تھی۔ یہ تمام نیکیاں آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

نماز جنازہ:

آپ کی نماز جنازہ ۲ بجے بمقام مدرسہ فتح العلوم چنیوٹ میں پیر طریقت حضرت مولانا صادق الامین صاحب نے پڑھائی۔ مساجد ومدارس کے علماء کے علاوہ کثیر تعداد میں ہر طبقہ کے لوگوں نے شرکت کی اور مدرسہ عربیہ ختم نبوت سے مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا قاری محمد اصغر اور مولانا محمد شاہد نے بھی شرکت فرما کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کی۔

تعزیت:

والد گرامی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب تعزیت کے لئے ان کے بھائی قاری محمد ادریس صاحب چنیوٹی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تعزیت کی۔

ایصال ثواب:

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں، اسی طرح مدرسہ انوار القرآن کے مہتمم حضرت قاری عبدالحمید صاحب نے بھی اجتماعی قرآن خوانی کا انتظام فرمایا، جس میں تمام طبقات کے لوگ علماء سمیت شامل تھے۔ ضلعی مسؤل وفاق حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب کے حکم پر مولانا غلام مصطفیٰ اور فقیر راقم الحروف نے شرکت کی جس کا اختتام مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی محمد علی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان قاری محمد ادریس صاحب اور ان کی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

كل من عليها فان ويبقىٰ وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔

☆☆..........................☆☆

ختم نبوت کانفرنس، قصور

قصور (مولانا عبدالرزاق مجاہد) بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد گنبدوالی میں ختم نبوت کانفرنس میں حافظ محمد رفیع، قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت ہوئی۔ قصور کے نعت خواں نے اپنے نعتیہ کلام مختلف انداز میں پیش کیا۔ جمعیت علماء اسلام ضلع قصور کے امیر سید زبیر شاہ ہمدانی نے صدارت کی۔ پہلا بیان شاہین ختم نبوت کا ہوا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں پر روشنی ڈالی اور قادیانیوں کے دجل وفریب، مکاریوں کا پردہ چاک کیا اور فرمایا کہ حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ کو اللہ تعالیٰ نے کئی خوبیوں سے نوازا، آپ کا وجود اہل حق کے لئے عظیم سرمایہ، مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے فرزند ارجمند، مولانا فضل الرحمن کے ساتھی، اندرون اور بیرون ملک میں اپنی خطابت کا سکہ جمایا۔ بیان کے دوران قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو مجمع پر دیوانگی کی کیفیت چھا جاتی۔ دوسرا بیان خطیب ابن خطیب جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا امجد خان نے اپنے مخصوص انداز میں عقیدۂ ختم نبوت اور سیرت نبویہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی۔ آخری بیان حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کا پُرمغز، پُرتاثیر ہوا، آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف دور کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے اور ختم نبوت کانفرنس کی غرض وغایت اور ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ خطیب العصر سید عبدالمجید ندیم شاہؒ کی خدمات جلیلہ کو بیان کیا اور کہا کہ دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا خطہ ہو جہاں ندیم شاہ صاحبؒ نہ گئے ہوں۔ تقریباً ۳۵ سال اندرون بیرون ملک دورہ کرتے رہے، اپنی خطابت کا سکہ منایا، آپ کا انداز بیان نرالا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ جیسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں، اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے۔ کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کے رضا کار نوجوان وردیوں میں ملبوس چوکس و چوبند ڈیوٹیاں کرتے رہے۔ جمعیت علماء اسلام تحصیل قصور کے امیر مولانا سیف اللہ لیاقت رضا کاران کو ہدایات واستقبال کی نگرانی کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران چوہدری فضل حسین، انتظامیہ جامع مسجد گنبدوالی، حاجی شبیر احمد مغل اور الحاج میاں محمد معصوم انصاری مہمانوں کو وصول اور تحفہ دیتے رہے۔ انتظامیہ جامع مسجد گنبدوالی نے مہمانوں کے کھانے کا خوب نظام کیا۔ کانفرنس بھرپور کامیاب رہی۔ حضرت مفتی شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخوا کی پُرسوز دعا سے کانفرنس تقریباً ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔

اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں

قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصاویر؟

عبداللطیف خالد چیمہ

آئین کی اسلامی دفعات اور ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف مقتدر حلقے مسلسل ایسے اقدامات کر رہے ہیں جن سے وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کے منہدم ہونے کے خطرات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔

تازہ اطلاعات کے مطابق آنجہانی قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصاویر اسلام آباد کے ماڈل اسکولز میں آویزاں کر دی گئی ہیں اور تصویر کے ساتھ یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ: ''یہ پہلے پاکستانی مسلمان سائنس دان ہیں، جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا۔'' تصویر کے نیچے یہ انگریزی عبارت درج ہے:

DR. ABDUS SALAM 1926-1996

Was a theoretical physicist who, when he shared the 1979 award for his contribution to electroweak unification, became the first Muslim and first Pakistani to receive a Noble Prize in Physics.

ڈاکٹر عبدالسلام سکہ بند قادیانی تھا۔ آئین پاکستان کی رو سے قادیانی مسلمان نہیں اور ریکارڈ کے مطابق ڈاکٹر عبدالسلام نے کبھی بھی اپنے قادیانی ہونے کا انکار نہیں کیا۔ البتہ ایسا ضرور ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے سرکاری سطح پر ایک دعوت نامے کے جواب میں کہا تھا کہ: ''میں ایسے لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جہاں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہو۔''

علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ: ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔'' لیکن اب تو جناب! قادیانیوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر اکھنڈ بھارت کے حامی اور پاکستان کے ایٹمی راز دشمن کو پہنچانے والے ''ہیروز'' ٹھہرائے جائیں گے تو پھر وفادار کون ہے؟ اس لئے نسل نو کے اذہان کو کفر والحاد سے آلودہ نہ کیا جائے کہ یہ اقبال کے شاہین اور ہمارا مستقبل ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو ۱۰؍ دسمبر ۱۹۷۹ء کو نوبل پرائز ملا۔ قادیانی جماعت کے ترجمان ''الفضل'' نے لکھا تھا کہ: ''جب انہیں نوبل انعام کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنی عبادت گاہ میں گئے اور اپنے متعلق مرزا قادیانی کی پیشینگوئی پر اظہار تشکر کیا۔''

۱۰؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر عبدالسلام نے وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا جو آج بھی سرکار کے ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اس میں ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ:

''آپ جانتے ہیں کہ میں احمدیہ (قادیانی) فرقے کا ایک رکن ہوں، حال ہی میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے، کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، کوئی شخص خالق اور مخلوق کے تعلق میں مداخلت نہیں کر سکتا، میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا لیکن اب جب کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس پر عملدرآمد بھی ہو چکا ہے تو میرے لئے بہتر یہی ہے کہ میں اس حکومت سے قطع تعلق کر لوں جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے، اب میرا ایسے ملک کے ساتھ تعلق واجبی سا ہو گا جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو۔''

فروری ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکی سینیٹ کے ارکان کو ایک خط لکھا کہ آپ پاکستان پر دباؤ ڈالیں اور اقتصادی امداد ہمارے خلاف کیے گئے اقدامات کی واپسی سے مشروط کریں۔

وطن عزیز پاکستان کے بارے میں اسی عبدالسلام نے مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا گیا دعوت نامہ ان ریمارکس کے ساتھ واپس وزیر اعظم سیکریٹریٹ کو بھیج دیا کہ: ''میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

(ہفت روزہ چٹان لاہور، جون ۱۹۸۶ء، شمارہ ۲۲)

ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق امریکی ذمہ داران کی تجویز ہے کہ طلبا میں سائنس کا رجحان پیدا کرنے کی خاطر مسلم سائنس دانوں کا تعارف عام کیا جائے اور اس حوالے سے وہ ماضی کے مسلم سائنس دانوں کی بجائے قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کا نام تجویز کر رہے ہیں۔ پاکستان پر اس حوالے سے بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ پاکستانی مسلم سائنس دان کے طور پر ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کو قومی تعلیمی نصاب میں

شامل کیا جائے اور اس میں یہ بات بھی لائی جارہی ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا نام بلیک لسٹ کیا جائے، ایٹم بم یا میزائل کے میدان میں پاکستان کی ترقی کو ڈسکس نہ کیا جائے۔

برطانیہ کے ایک انٹرنیٹ اخبار ”لندن پوسٹ“ نے لکھا ہے کہ: ”ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی امریکا کو مخبری کی، اس وقت کے پاکستانی وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ڈاکٹر عبدالسلام کے لیبارٹریز میں داخلہ پر پابندی لگادی تھی۔“ چونکہ وزیراعظم کو اطلاع ملی تھی کہ یہ شخص ایٹمی پروگرام کی مخبری کررہا ہے، اسی طرح معروف صحافی اور سابق بیوروکریٹ زاہد ملک نے اپنی کتاب ”ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم“ میں سابق وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان کے حوالے سے لکھا کہ:

”انہیں امریکا میں امریکیوں نے پاکستانی ایٹم بم کا ماڈل دکھایا اور پوچھا کہ آپ کس طرح اس سے انکار کررہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ وہ باہر نکلے تو ڈاکٹر عبدالسلام کاریڈور میں جارہے تھے اور یہ ماڈل انہی کا فراہم کردہ تھا۔“

چند برس قبل اس حوالے سے ایک صحافی نے صاحبزادہ یعقوب علی خان سے سوال کیا تو ان کا جواب تھا:

”میں نے کبھی اس کی تردید نہیں کی، اس لئے آپ کا سوال کرنا ہی غلط ہے۔“

اندریں حالات ہم وزارت تعلیم اور اعلیٰ حکام سے درخواست کریں گے کہ وہ پاکستان کے وفاداروں اور پاکستان کے دشمنوں میں فرق ملحوظ رکھے۔ اس امر کی تحقیق بھی ہونی چاہئے کہ غیرمسلم قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو کس طرح اور کس نے بطور مسلمان سائنس دان پیش کرنے کی جسارت کی؟؟

(بشکریہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان، مارچ ۲۰۱۶ء)

تین روزہ ختم نبوت کورس، کنری

کنری (مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے زیر انتظام تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس بخاری مسجد کنری میں منعقد کیا گیا۔ جس میں ضلع رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی تشریف لائے اور کورس کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت، حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان جیسے موضوعات بیان کئے اور دور حاضر کے فتنوں سے آگاہ کیا۔ کورس میں کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ حافظ محمد ذیشان، بھائی محمد وسیم سرور اور سرحماد نے تین دنوں تک ضیافت کا اہتمام کیا۔ ۲۵ر فروری بروز جمعرات کو مفتی صاحب نے تجارت کے شرعی اصول بیان کئے، جس میں کنری شہر کے تاجر حضرات خصوصیت سے شریک ہوئے اور آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔

مفتی محمد راشد مدنی کے کنری کے اسکولوں میں اصلاحی بیانات

کنری .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب کے کنری کے مختلف اسکولوں میں عقیدۂ ختم نبوت پر بیانات ہوئے۔ ۲۵ فروری بروز بدھ کو فضل عمر اسکول کنری میں بیان ہوا، جسے پرنسپل محبوب شاہ نے بہت سراہا اور اسکول کا وزٹ کرایا۔ بھائی محمد سہیل اصغر نے پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

جمعرات کو مفتی صاحب کا نیو ویژن اسکول کنری میں بیان ہوا، جہاں پرنسپل محترم شیر محمد صاحب اور اساتذہ کرام نے خیر مقدم کیا، تمام طلبا نے بڑی دلچسپی سے بیان سنا، کیونکہ اس اسکول میں ہر کمیونٹی کے طلبا شریک تھے، اس لئے سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی، درست جواب دینے والے طلبا میں نقد انعام تقسیم کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد امان صاحب نے پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعا کرائی۔

۲۶ر فروری بروز جمعہ صبح ۹ بجے جناح پبلک اسکول میں عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی عقائد پر بیان ہوا، جس میں کثیر تعداد میں طلبا اور طالبات شریک ہوئیں۔ حضرت مفتی صاحب نے طلبا کو دور حاضر کے فتنوں سے آگاہ کیا اور آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی، درست جواب دینے والے طلبا میں حافظ محمد ذیشان آرائیں کی طرف سے نقد انعام دیئے گئے۔ جناح پبلک اسکول کے پرنسپل سرحماد صاحب نے کہا کہ ہمارے طلبا کو علمی لحاظ سے بہت فائدہ ہوا، اس سلسلہ کو جاری رہنا چاہئے۔ ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے ادارے کے لئے دعا کی۔ جمعہ کی نماز کے بعد مفتی صاحب کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ ☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

خدمت خلق کے بعض طریقے

مولانا عبدالقادر پٹنی ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی بہت سی حسنات جلیلہ میں سے ایک عظیم نیکی ''پیام انسانیت'' کے عنوان سے ایک خاص انداز میں ہے، جس میں نہ شور وشغب ہے، نہ کوئی انتشار وخلفشار، بلکہ ایسا پیارا دل موہنے والا طریقہ کہ سنجیدگی سے مخاطب اس کو سننے اور استفادہ کرنے اور سوچنے پر مجبور ہوجائے۔

اسی کا ایک شعبہ خدمت خلق ہے، جس کی اہمیت جملہ دانشوروں وخیر خواہان انسانیت کے لئے تسلیم شدہ ہے، جس میں خدمت کے کاموں کی تفصیلی فہرست تیار کی جاسکتی ہے، جن میں اگر کچھ ایسے کام بھی ہوسکتے ہیں جو ہمارے لئے اپنے حالات و ظروف کے لحاظ سے ناقابل عمل یا دشوار ہوں یا ہمارے مقام پر اس کی ضرورت یا افادیت نہ ہو تو ایک خاصی فہرست ایسے کاموں کی بھی سامنے آئے گی جو یقیناً سہل اور آسان ہوں گے یا ایک جگہ مشکل تو دوسری جگہ آسان معمول بہ ہوں گے۔

حقیقت ہے کہ خدمت خلق اسلام اور مسلمانوں کی فطرت ثانیہ ہے اور یہ کام انفرادی شکل یا منظم صورت میں ہوتے رہے ہیں، ان کا دائرہ کہیں کچھ تنگ تو کہیں بہت وسیع اور کشادہ ہے، ہم ماضی کی یادوں اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی کچھ شکلیں قارئین کے سامنے رکھتے ہیں، امید ہے ان شاء اللہ! اس سے ضرور نفع ہوگا۔

۱:... خدمت خلق کے اجر وثواب میں: ''فی کل کبد رطب اجر''... ہر جاندار کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں ثواب ہے... اگر پیش نظر رہے تو جہاں چرند وپرند کے لئے پانی کی قلت ودشواری ہو تو بہت آسانی سے مکان کی چھت پر ایک مٹی کا دیا آج کل سیمنٹ کا طشت نما برتن میں پانی بھر کر رکھ دیا جائے تو کم خرچ بالا نشین، کیونکہ ہمارے ملک میں کوا، طوطا، فاختہ، کبوتر، چڑیا بہت سے پرندے فائدہ اٹھاسکتے ہیں یا مکان کے باہر بچا ہوا کھانا جس کو ادھر ادھر پھینکنے کے بجائے کسی صاف پتھر پر رکھا جائے تو گائے، بلی، بکری وغیرہ فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور اسی طرح جہاں پانی زیادہ استعمال ہو تو قدرے کسی صاف جگہ پانی جمع رکھنے کی شکل بنادی جائے تو ایک مخلوق فائدہ اٹھاسکتی ہے، ایسے مقامات پر جہاں پانی کی قلت ہے، جنگل میں چرنے والے جانوروں کے راستہ میں اس کا نظم چھوٹے سے حوض کی شکل میں بنادیا جاتا ہے اور اس سے گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ سیراب ہوتے ہوئے دیکھنے میں آتے ہیں۔

اسی طرح مکانوں کی چھتوں پر، گملوں میں، گلاب، بیلا، چنبیلی، پودینا، ہرا دھنیا، تلسی، جرانکش، ہری مرچ وغیرہ کے پودے بآسانی بسائے جاسکتے ہیں اور اس سے انسان، پرند، تتلی، چڑیا، بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور یہ صبح وشام دیکھنے میں خوبصورت منظر بھی پیش کرتے ہیں بالخصوص رنگ برنگی تتلیاں، اس کی دیکھ بھال میں صرف دس پندرہ منٹ کافی ہوتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ اتوار، جمعہ یا کسی چھٹی کے دن ایک گھنٹہ۔

۲:... خدمت انسان: انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن ہمیشہ یہ ایک حال میں نہیں رہتا، مثلاً کبھی وطن اور گھر پر سکون وپُر لطف زندگی گزارتا ہے تو کبھی سفر پر بھی مجبور ہوتا ہے اور وہ بھی اجنبی مقام اور اجنبی ماحول میں جہاں اس کے پاس کچھ سامان ہوتا ہے، جس کو پُر امن جگہ رکھ کر اس کے بوجھ سے کچھ دیر سبکدوش ہونا چاہتا ہے تاکہ جس مقصد سے سفر کیا ہو اس کو حاصل کرنے میں یکسوئی سے لگ سکے، پھر ضرورت ہو تو پاک صاف کھانا کھاسکے یا حسب تقاضا آرام کرسکے۔

۳:... مسافر خانہ یا سرائے: کسی دور میں تو سرائے یا مسافر خانہ کا ہمارے ملک میں ایسا بہتر نظم عام تھا کہ سفر میں بھی حضر جیسا لطف وآرام اور وہ بھی مسافر کی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حتی کہ گھوڑا، اونٹ وغیرہ جو اس زمانہ کی سواریاں تھیں، ان کی بھی ضرورت کا لحاظ کیا جاتا تھا، صرف شیر شاہ سوریؒ کی سوانح پڑھیں تو حیرت ہوگی، آج بھی ماضی کے ترکہ میں ہم کو مسافر خانہ کے عنوان سے بھی بہت کچھ ملا ہے، اگر باصلاحیت مخلص لوگ خدمت خلق کے جذبہ سے آگے بڑھیں تو بہت کچھ کام کرسکتے ہیں۔

مساجد، مدارس وغیرہ مقام پر عارضی طور پر مسافر کے سامان محفوظ رکھنے کے لئے الماریاں یا سستی قیام گاہ یا کچھ آرام دہ اچھے پُر سکون ماحول میں قیام کا نظم، معقول سستے دام پر، لیکن صفائی ستھرائی بلکہ ایک حد تک خوبصورت ودیدہ زیب خدمت خلق کے جذبہ سے نظم کیا جائے، جس میں صالح نوجوانوں یا ضرورت مند لوگوں کو بامعاوضہ بھی لگایا جائے تو ان کا بھی کام چل سکتا ہے اور اس کی افادیت کے ساتھ محبوبیت بھی بڑھ سکتی ہے۔

پورے طور پر معذور، اندھے، گونگے، بہرے اور نیم پاگل لوگوں کی ایک تعداد ہر شہر میں رہتی ہے،

بعض دفعہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، ان کے کھانے، پینے اور سردی، گرمی سے حفاظت کی ضرورتوں کو بلاتفریق مذہب وملت پورا کرنا بھی ایک اہم خدمت ہے، اگر کوئی تنظیم اس طرح کا کام کررہی ہوتو اس کا تعاون کرنا خواہ اس تنظیم کے ذمہ دار مسلمان ہوں یا غیر مسلم، بس اتنا کافی ہے کہ وہ ایمان داری و ہمدردی کے جذبہ سے کام کرتے ہوں، ممکن ہے اس میں وہ سودی رقم بھی لگ سکتی ہو جو مجبوراً بینک میں کھاتا رکھنے کی وجہ سے آپ کو حاصل ہوئی ہو، لیکن اس میں مفتی صاحب سے ضرور معلوم کریں۔

صدقہ وخیرات سے پہلے ایک مسلم کے لئے اپنے مال کے حصول کے ذرائع صحیح بنانا ہے اور اس سلسلہ میں دو تین یا زیادہ پشتوں سے ترکہ کا مسئلہ گڑبڑ ہو مثلاً پھوپھیوں، خالاؤں یا کمزور رشتہ داروں کا ترکہ میں واجبی حق ادا نہیں ہوا ہے تو اہل علم دین دار مفتیوں سے معلوم کرکے اس کو ادا کرنا ہے، یہ کام صرف سوچنے سے بہت بڑا اور مشکل معلوم ہوتا ہے، مگر ہمت وحوصلہ پیدا کرکے سچی نیت سے قدم آگے بڑھانے سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور دشواری سہولت میں بدل جاتی ہے:

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

مرد را باید کہ ہراساں نہ شود

اسی طرح بعض دفعہ کاروبار کسی ناجائز شکل پر چل پڑا اور خوب پھلا پھولا مگر وہ شخص جانتا ہے کہ غلط ہے، مخلص سمجھ دار وتجربہ کار اہل علم کے مشورہ سے اس سے بھی نیک نیتی وہمت سے نکل سکتا ہے، خدا کی ذات پر بھروسہ کرکے صحیح طریقہ سے کام کرنا شرط ہے۔

خدمت خلق میں غریبوں اور محتاجوں کا ان کی ضرورت اور ان کے مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے سہارا بننا، بہت سے بزرگ حضرات بیواؤں سے صدری، کرتا، کپڑے سینے یا اس طرح کے کام اس لئے لیتے تھے کہ اس بہانہ سے ان کی مدد کرسکیں، مثلاً دس میں روپے کے کام کا بہانہ کرکے سو دوسو روپے دے دیئے اور کام کی تعریف بھی کردی۔

ایک تاجر کا انوکھا طریقہ:

ایسے تاجر کم دیکھے ہوں گے جو اپنے کاروبار کے تابع ہونے کے بجائے خود کاروبار ان کی نیک صفات کی وجہ سے ان کے تابع ہو، یہ ایسے شخص ہیں جن کا معمول اپنے دینی معمولات نماز، ذکر، تلاوت حتی کہ قیلولہ اور جسمانی ضروری تقاضوں کی رعایت کے ساتھ ہی دکان کھولتے بند کرتے ہیں لیکن خریداروں کی بھیڑ ایسی لگی رہتی ہے جیسے مفت تقسیم ہورہا ہو یا سستے غلہ راشن کی دکان ہو، حالانکہ نہ یہ ہے نہ وہ، بلکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ مہنگی سے مہنگی چیز تھوڑی سی مقدار میں بھی ضرور دیتے ہیں، کسی کو بھی مایوس نہیں کرتے، خواہ بچہ ہو یا عورت، نقد یا ادھار، دوسرے یہ کہ کسی مقروض سے مطالبہ کے لئے اس کے گھر یا کاروبار کی جگہ نہیں جاتے جب تک کہ وہ خود آکر نہ دے دے، البتہ مہینہ گزرنے پر پچھلی بقایا رقم واپس آنے تک قرض بند کردیتے ہیں، سال میں کچھ ہی رقم نہ واپس آتی ہوگی ورنہ عام طور پر لوگ اس کے عادی بن گئے ہیں کہ اپنی تنخواہ ملنے پر یا کسی طرح گنجائش ہونے پر ضرور واپس کرجاتے ہیں، ایسے لوگوں کی قدر جب ہوتی ہے جب دلدوز واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔

رمضان المبارک کی انتیس تاریخ ہے کل کو عید ہونے کی امید ہے، ایک غریب عورت اپنے بچوں کے لئے شیر خورما کا سامان لینے آتی ہے، اس کو معلوم تھا کہ یہ چیز پانچ روپے کی ملتی ہے، دکان پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ چیز دس روپے کی ملنے لگی، وہ حسرت کی آہ بھرکر یہ کہہ کر واپس ہوجاتی ہے کہ میرے پاس دس روپے تو نہیں ہیں، بات معلوم ہوتی ہے مگر اس عورت کی بے بسی والی آہ سے اس کے دل کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے، ایسے ہمارے بہت سے بھائی بند ہیں، ہندو بھی ہیں مسلمان بھی۔ ایک مسلمان تاجر جو تنگدست کو مہلت دینے کی فضیلت جانتا ہو، جانتا ہی نہیں اس پر یقین بھی رکھتا ہو وہی ایسا کرسکتا ہے۔

قرض حسن:

سو دوسو اور اس طرح کی معمولی رقم کے لئے غریبوں کو اپنے قیمتی زیور رہن رکھ کر سودی قرض لیتے دیکھا جاتا ہے، جس کو پھر وہ واپس بھی نہیں لے پاتے بلکہ سود در سود وہ رقم اتنی ہوجاتی ہے کہ زیور اسی میں چلا جاتا ہے بلکہ بعض مرتبہ پھر بھی قرض باقی رہ جاتا ہے، بلاسودی قرض جس کو قرض حسن کہا جاتا ہے، اس کا حل ہے مگر جس کو دیا جائے اس سے واپسی کا بھی مسئلہ ہے، اس کے لئے ایسے طبقہ کے لئے علم وہنر دو چیزوں کی ضرورت ہے اور دونوں کا تعلق اہل علم اور اہل مال سے ہے، علم کی اشاعت میں بچوں کے مکاتب پر اکتفا نہ کرکے تعلیم بالغان و بالغات کا سلسلہ شروع کیا جائے جس کی افادیت چند سال ہی میں بہت زیادہ سامنے آتی ہے، جس سے کام کرنے والوں کی ہمتیں خود ہی بڑھ جاتی ہیں، ہاں اس کام کے انجام دینے والوں میں ہمدردی ودعوتی جذبہ کا ہونا چاہئے نہ کہ دیگر منافع، غریب آدمی کو سائل بننے پر مجبور رکھنے کے بجائے اپنے پیر پر کھڑا ہونے کی ترغیب وترکیب حدیث نبوی سے ثابت ہے۔

چھوٹے چھوٹے کام بھی بہت کچھ کام بنادیتے ہیں، مرغی پالنا، بکری پالنا جس کی ترغیب بھی صراحتاً حدیث میں موجود ہے۔ اہل مال صرف مال بڑھانے کے جذبہ کے بجائے تھوڑی سی توجہ اگر اس طرف دیں کہ غریبوں کو آمدنی دلانے والے کام کا انتظام کریں چاہے اس میں ان کے منافع کی بھی تھوڑی مقدار ہو تو بھی یہ ضرورت مندوں کی ایک بہترین مدد ہے۔

ہم نے اپنے بعض شریف اہل وطن برادران کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے خاص طور پر غریب علاقہ کا انتخاب کرکے اس طرح کے کام شروع کئے خاص طور پر مسلم عورتوں کے لئے جن سے وہ ماہانہ دو یا پانچ ہزار روپے کمالیتی ہیں اور کمال یہ ہے کہ اس کارخانہ میں نماز، تعلیم اور ہفتہ وار دعوتی پروگرام میں سب کچھ ہوتا ہے اور سب مالکان کی اجازت بلکہ خوشی سے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ:

ایک ہندو بھائی نے ایک دیہات میں بنارسی ساڑی کا کارخانہ بنایا، مزدوری کے لئے کئی درجن خاندان بنارس سے لاکر بسائے جو سب مسلمان ہیں اور فیکٹری غیر مسلم کی ہے، ایک ہال میں مرد بچے سب کام کرتے ہیں، ہال میں چاروں طرف بتوں کی تصویریں لگی ہوئیں ہیں، کچھ لوگ پہنچ گئے تو حالات معلوم کرکے بچوں سے پوچھا گیا کہ تم کوکس نے پیدا کیا ہے؟ بچوں نے جواب دیا: ماں باپ نے! نماز، روزہ تو دور کی بات ہے کلمہ تک سے واقف نہیں تھے، جوا، شراب نہ معلوم کس کس خرافات میں مبتلا تھے۔

کارخانے والے جو غیر مسلم تھے، ان سے ان کی دینی تعلیم کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا: ہمارا یہ ہال کسی وقت اس میں استعمال کرسکتے ہیں، چنانچہ مکتب شروع کیا گیا، چند ہی سال ہوئے کہ بچے قرآن مجید اور سیرت سب کچھ پڑھنے لگے بلکہ غالباً حافظ بھی بن رہے ہیں، اب ایک کے بجائے دو مدرس ہوگئے جو اپنے جذبہ سے محنت سے کام کررہے ہیں اور پہلے ایک صاحب اس کا خرچ اٹھا رہے تھے، اب ان کے شرکا بھی ہوگئے۔

صاحب کارخانہ بھی اس سے خوش ہیں کہ ان کے مزدوروں سے بہت سے خرافات دور ہوگئیں، وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تو دوسری جگہ نماز پڑھنے جانے کا کرایہ بھی وہ صاحب دے رہے ہیں، اگر باشعور مسلمان صحیح جذبہ اور صحیح ڈھنگ سے کام کریں تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے، بہت ہمت افزا حالات سامنے آتے ہیں۔

علاج ومعالجہ:

فضا کی آلودگی زہریلی کھاد اور ایسی دواؤں کا کھیت اور باڑیوں میں چھڑکاؤ پھر عمومی ٹینشن کا ماحول جس سے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک سب متاثر ہیں، صحت کا ایسا بُرا حال کررکھا ہے کہ الامان والحفیظ۔

ایک طرف یہ صورت حال ہے تو دوسری طرف کساد بازاری، خاطر خواہ اسباب معیشت کے حصول میں موانع اور سودی لین دین نے روزانہ نت نئی بیماریوں کے علاج میں جو دشواریاں پیدا کردی ہیں وہ سب ہی کو معلوم ہیں۔ ایسی صورت میں اگر سمجھ دار خیرخواہان انسانیت میں اس مد میں دست تعاون بڑھائیں تو یہ ایک بڑی خیر اور صدقہ جاریہ کی بات ہے۔ بڑے بڑے ہر طرح کی سہولتوں سے آراستہ ہسپتال یقیناً اصل تو حکومت کا کام ہے لیکن اس کے باوجود وہاں بھی امراض کی جانچوں میں جو خطیر رقمیں درکار ہوتی ہیں، پھر دوائیں جن کا عموماً باہر سے لانے کے لئے مریض کو مکلف کیا جاتا ہے جس سے بڑی تعداد میں لوگ قاصر و عاجز ہوتے ہیں، اس لئے بہرحال اہل خیر کی مدد کی ہر جگہ ضرورت ہوتی ہے، جس کو فرد یا جماعت مل کر یہ کام کرسکتے ہیں۔ اپنے نجی چھوٹے بڑے ہسپتال کی افادیت بھی مسلم ہے، جس کے بہت سے فائدے ہیں، غریبوں کا بہت بڑا کام یہ کردیتے ہیں، بالخصوص ناگفتہ بہ حالات قومی فسادات جس کا سلسلہ کسی بھی وقت کہیں بھی چلتا رہتا ہے، اپنے پُرامن ماحول میں کام آسان کردیتا ہے۔

ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کا نظام اپنے ماتحت ہوتا ہے تو اپنی ثقافت دین اور شرم وحیا کے اصول کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ کام انجام دیا جاسکتا ہے بالخصوص ڈلیوری اور زچگی کے موقع پر اس کی منفعت بہت زیادہ محسوس کی جاتی ہے، بہت سے ایسے نجی ہسپتالوں میں کم خرچ میں بہتر علاج ہوجاتا ہے، بعض تو تصور سے بھی زیادہ، ہندو مسلم بہت سے انسانیت کے ہمدرد ایسے ڈاکٹر حضرات بھی مل جاتے ہیں جن کو اگر کوئی بااثر شخص قاعدہ سے حقیقت سے واقف کردے تو وہ اپنی آمدنی اور فیس میں بھی بہت کچھ رعایت کردیتے ہیں، مگر ہر کس وناکس کی ان تک رسائی نہیں ہوتی، اس لئے اس لائن سے واقف موثر لوگ اپنے اثر ورسوخ سے غریب کا کام کروادیتے ہیں تو یہ: "من یشفع شفاعۃ حسنۃ" نیک شفاعت (سفارش) پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے، اس میں بھی حسب ضرورت انسانیت کی بنیاد پر کام ہونا چاہئے کہ یہ ایک انسانی ضرورت ہے۔ ہاں جو لوگ اپنی برادری یا قوم کے لئے کام کرتے ہیں وہ بھی اجر وثواب سے خالی نہیں بلکہ اس بڑی خدمت کا ایک جزو یہ بھی ہے۔ ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

آخری قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

زنا پر احادیث سے چار گواہوں کا ثبوت:

ثبوت زنا کے لئے چار گواہوں کے مہیا کرنے کی واضح اور قطعی حدیث امام مسلم ؒ نے ''کتاب اللعان'' میں ذکر کی ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال سعد بن عبادة: لو وجدت مع أهلي رجلا لم أمسه حتى اتي بأربعة شهداء؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الخ.''

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے (آنحضرت ﷺ سے) کہا کہ: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے کسی شخص کو پالوں تو کیا میں اسے ہاتھ لگائے بغیر چار گواہوں کو ڈھونڈ کر لاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہاں!'' (مشکوٰۃ،ص:۲۸۶)

زنا کے اقرار کی صورت میں آنحضرت ﷺ نے چار گواہوں کے قائم مقام چار دفعہ اقرار کو لازم قرار دیا، چنانچہ حضرت ماعز ؓ وغیرہ سے چار دفعہ اقرار کے بعد فیصلہ فرمایا، مشکوٰۃ کی ''کتاب الحدود'' میں سات واقعات مذکور ہیں جن میں ثبوت جرم زنا کے لئے چار گواہوں کا ثبوت ملتا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے اس پر رجم کا حکم نافذ کیا۔ غامدی صاحب بہت بڑا بدنصیب آدمی ہے جو رسول ﷺ کے فیصلوں کا انکار کرتا ہے اور احادیث کو رد کرتا ہے۔

دراصل قصہ یہ ہے کہ غامدی صاحب مطلق زنا کے بارے میں کوڑوں کی سزا پر زور دیتے ہیں اور رجم کا انکار کرتے ہیں، اس نے کئی تحریفات کیں اور کئی احادیث کا انکار کیا اور اکابر امت کے رجم کے فیصلوں سے راہ فرار اختیار کیا ہے۔ بخاری ومسلم کی صحیح احادیث کو غلط اور کمزور قرار دیا اور کہا کہ اس کی بنیاد پر تو ایک مچھر کو بھی ذبح نہیں کیا جاسکتا، سنگساری تو بڑی چیز ہے، چونکہ سنگساری کی سزا کے لئے چار گواہوں کی گواہی ضروری ہے، تو غامدی صاحب اسلام سے چار گواہوں کی گواہی کو غائب کرنا چاہتا ہے، تاکہ نہ چار گواہ ہوں اور نہ رجم کی سزا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ غامدی صاحب اسلام میں قتل اور فساد فی الارض کے سوا کسی چیز میں موت کی سزا کے قائل نہیں ہیں، اس لئے اس نے چار گواہوں کا انکار کیا، تاکہ اس کی وجہ سے رجم اور قتل کا ثبوت نہ ہوجائے اور ان کے مقرر کردہ مذکورہ مدعا کے علاوہ کہیں سے موت کی سزا ثابت نہ ہوجائے، ان سے اگر پوچھا جائے کہ مرتکب زنا کی یہ قسمیں آپ نے کہاں سے نکالی ہیں کہ الزام شرفاء پر لگا ہو اور جن کی حیثیت عرفی ہر لحاظ سے مسلم ہو اور مقدمہ الزام کا ہو۔ خدا کا خوف کرو، امت کی شاہراہ اعظم کو چھوڑ کر بھٹکتے ہوئے پھرنے سے یہ بہتر ہے کہ ان کے ساتھ رہو یا خاموش رہو۔ موشگافیوں میں پڑکر کج بحثی میں خیر نہیں ہے۔

جاوید غامدی کا ایک خطرناک نظریہ:

جاوید غامدی صاحب نے مضمون نگاری اور قلمکاری کے دبیز پردوں میں اسلام کی مکمل بخیہ گری کی ہے، اسلام کا کوئی شعبہ ایسا نہیں بچا ہے جس میں غامدی صاحب نے ہاتھ کی صفائی کے ساتھ ہاتھ نہ مارا ہو۔

لیکن غامدی صاحب کا ایک خطرناک نظریہ جو ان کے کلام وتحریر سے مترشح ہوتا ہے، خدانہ کرے کہ یہ ان کے دل کی آواز ہو، لیکن ان کے بعض الفاظ اور تحریرات انتہائی خطرناک ہیں اور وہ یہ کہ غامدی صاحب اصل پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سمجھ رہے ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو صرف چند اضافوں کے ساتھ دین ابراہیمی کا مجدد قرار دے رہے ہیں، اسی لئے غامدی صاحب اکثر مسائل کے اثبات میں آنحضرت ﷺ سے قبل عرب معاشرہ اور جاہلیت کے طور طریقوں اور ان کے اشعار کو مدنظر رکھتے ہیں اور اسی پر زور دیتے ہیں، خدا کرے ایسا نہ ہو، لیکن اگر ایسا ہوا تو شاید غامدی صاحب اسلامی دنیا میں انسانیت کے حوالہ سے بدترین اور سیاہ ترین آدمی ثابت ہوں گے، غامدی کی عبارات ملاحظہ ہوں:

ا...... ''سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید واصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔''

(میزان،ص:۱۰،طبع دوم)

غامدی کی کتابوں میں اس طرح کی عبارات مختلف مقامات پر موجود ہیں، اس سے مترشح ہورہا ہے کہ غامدی نبی اکرم ﷺ کو دین ابراہیمی کے لئے مجدد اور مصلح سمجھتے ہیں، مستقل نبی تصور نہیں کرتے۔

اوپر تحریر کردہ عبارت کی تائید اور نظریہ میں مزید عبارات ملاحظہ ہوں، غامدی صاحب اپنی کتاب ''میزان'' ہی کے صفحہ:۴۸ پر لکھتے ہیں کہ:

۲:.....'' دین کے مصادر و مآخذ قرآن کے علاوہ دین فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی اور قدیم صحائف ہیں۔'' (میزان، ص:۴۸، طبع دوم)

اس عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ گویا آنحضرت ﷺ نے انہیں صحائف و مصادر و مآخذ سے دین اسلام کشید کرکے امت کے سامنے پیش کیا ہے۔ (نعوذ باللہ!) غامدی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

۳:.....'' سنت صرف افعال کا نام ہے، اس کی ابتدا حضرت محمد ﷺ سے نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے۔''

(میزان، ص:۱۰، ۶۵، طبع دوم)

یہ عبارت بالکل واضح ہے کہ دین کے افعال واعمال کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات ہے، آنحضرت ﷺ صرف مجدد کی حیثیت سے آئے ہیں۔ غامدی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

۴:.....'' سنت قرآن سے مقدم ہے۔''

(میزان، ص:۵۲، طبع دوم)

اس عبارت میں غامدی صاحب نے کھل کر اپنے نظریہ کا اظہار کیا ہے، کیونکہ جب سب کچھ دین ابراہیمی ہے اور سنت ابراہیمی قرآن سے بہت پہلے اور قرآن پر مقدم ہے، لہٰذا وہی نتیجہ آگیا کہ نبی اکرم ﷺ ایک مصلح اور مجدد کی حیثیت سے آئے ہیں، نظام اسلام پہلے سے موجود تھا، غامدی کے نظریہ میں یہی ہونا تھا جو ہوگیا اور اس نے یہی کہنا تھا جو کہہ گیا۔ غامدی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

۵:.....'' سنت صرف ستائیس اعمال کا نام ہے۔'' (میزان، ص:۱۰، طبع دوم)

چونکہ غامدی کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی حیثیت ایک مجدد کی ہے، لہٰذا ان سے ثابت شدہ ہزاروں سنتوں کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے، حیثیت انہیں سنتوں کی ہے جو قرآن سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ثابت شدہ ہیں اور وہ غامدی صاحب کے نزدیک ستائیس ہیں، کبھی چالیس بھی کہہ جاتے ہیں۔ میرے خیال میں غامدی صاحب کا عقیدہ ونظریہ یہی ہوگا جو ان عبارات سے مترشح ہوتا ہے، خدا کرے ایسا نہ ہو، لیکن غامدی صاحب اپنے علم وقلم کے باوجود گیند کی طرح جو لڑھکتا ہوا نظر آتا ہے اور لحہ بہ لحہ اس کا دماغ جو چکر کھاتا ہوا نظر آتا ہے، شاید اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کے اسلام کی بنیادیں ہل گئیں ہیں۔ غامدی صاحب جاہلیت قدیمہ وجدیدہ کے عربی قصائد سے چوٹی کے اشعار لالا کر سامعین پر ادبی رعب جماتے رہتے ہیں، دیوان حماسہ اور السبع المعلقات وغیرہ سے اپنے مطلب کے اشعار سے خوب لطف اندوز ہوتے ہیں۔ میں غامدی صاحب کے عربی اور اُردو ادب کا اعتراف کرتا ہوں، لیکن دین اسلام کی بنیاد ادبی چٹکلوں پر نہیں ہے۔ نیز ادبی ذوق کی ان راہوں میں غامدی صاحب اگر دیکھیں تو کوئی اور مسافروں کو بھی ان راہوں میں پالیں گے، میدان کو خالی نہ سمجھیں۔ غامدی صاحب کی جدید تحقیقات انیقہ کے صلہ میں انہیں کا ایک شعر ان کی خدمت میں پیش خدمت ہے جو غامدی صاحب نے اپنی کتاب ''برھان'' کے خاتمہ پر آخری سطر میں ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کے لئے لکھا ہے:

نگاہ تیری فرومایہ ہاتھ ہے کوتاہ
تیرا گناہ کہ نخیل بلند کا ہے گناہ

اللہ تعالیٰ ہمیں ''اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا'' پر استقامت عطا فرمائے اور ''قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ'' پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں غامدی صاحب کے شعر کو غامدی صاحب ہی کے لئے پیش کرکے بات ختم کرتا ہوں:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

(ختم شد)

آفتاب نبوت کی کرنیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کے ذریعے سے جس فرد کو تیار کرکے کار گہہ حیات میں اتارا تھا، وہ اللہ پر سچا ایمان رکھنے والا، نیک خوئی پسند کرنے والا، اللہ کے خوف سے ڈرنے والا اور لرزنے والا، امانت کا پاس کرنے والا، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادہ کو حقیر سمجھنے والا اور روحانیت سے مادیت پر غالب آنے والا تھا، وہ اس بات پر دل سے یقین رکھتا تھا کہ دنیا تو میرے لئے بنائی گئی ہے لیکن میں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہوں، پس یہ فرد اگر تجارت کے میدان میں اترتا تو نہایت سچا اور ایماندار ثابت ہوتا، اگر مزدوری کا پیشہ اختیار کرتا تو نہایت محنتی اور بہی خواہ مزدور ثابت ہوتا، اگر مال دار ہو جاتا تو ایک رحم دل اور فیاض دولت مند ثابت ہوتا، اگر غریب ہوتا تو شرافت کو قائم رکھتے ہوئے مصیبتوں کو جھیلتا، اگر کرسی عدالت پر بیٹھا دیا جاتا تو نہایت سمجھدار اور منصف جج ثابت ہوتا، اگر صاحب سلطنت ہوتا تو ایک مخلص اور بے غرض حکمراں ثابت ہوتا، اگر آقا ہوتا تو رحم دل اور منکسر المزاج ہوتا، اگر نوکر ہوتا تو نہایت چست اور فرمانبردار نوکر ہوتا، اگر قوم کا مال ودولت اس کی تحویل میں آجاتا تو حیرت انگیز بیداری اور باخبری سے اس کی نگرانی کرتا۔ (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

غلط معلومات اور انٹرنیٹ

مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی

ان دنوں انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی پیغام کو فارورڈ کرنے کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے، چاہے ہم اس پیغام کو پڑھنے کی تکلیف گوارا کریں یا نہیں؟ اور اسی طرح اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت بھی سمجھیں یا نہیں کہ ای میل صحیح معلومات پر مشتمل ہے یا جھوٹ کے پلندوں پر، البتہ اس کو فارورڈ کرنے میں انتہائی عُجلت سے کام لیا جاتا ہے، جبکہ ای میل ہمارے پاس فارورڈ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اصل میں پڑھنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔

کسی شخص یا کسی گروپ پر غلط معلومات پر مشتمل ای میل کو فارورڈ کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، خاص کر اگر وہ ای میل دینی معلومات پر مشتمل ہو، کیونکہ اس سے غلط معلومات دوسروں تک پہنچے گی۔ مثال کے طور پر حال ہی میں ایک ای میل بعض احباب کے پاس پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کسی بھی مسلمانوں کو بھیج دیں تو ہماری بڑی سے بڑی پریشانی حل ہوجائے گی۔ اسی طرح بعض احباب کے پاس ای میل پہنچی ہے کہ فلاں ای میل اگر اتنے احباب کو بھیج دیں تو اس سے آپ کے فلاں فلاں مسائل حل ہوجائیں گے، ورنہ مسائل اور زیادہ پیدا ہوں گے۔ غرضیکہ اس طرح کے ای میل کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ عموماً جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہوتے ہیں، بعض احباب لاعلمی میں اس طرح کے ای میل دوسروں کو فارورڈ کردیتے ہیں۔ علوم نبوت کے ساتھ دنیاوی علوم کو بھی حاصل کرنے کی اسلام نے ترغیب دی ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ وحی کی ابتدا اقرأ یعنی پڑھنے کے لفظ سے شروع ہوئی۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔''

موجودہ زمانہ میں تعلیم وتعلم کے لئے انٹرنیٹ کا بھی استعمال کیا جارہا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے، مگر بعض حضرات کچھ ای میل کی چمک دمک دیکھ کر اس کو پڑھے بغیر یا تحقیق کئے بغیر دوسروں کو فارورڈ کردیتے ہیں۔ آج کل انٹرنیٹ پر بے شمار گروپ بھی بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ای میل کو ایک مرتبہ فارورڈ کرنے سے ہزاروں حضرات کو پیغام پہنچ جاتا ہے۔ اگر غلط معلومات پر مشتمل کوئی ای میل فارورڈ کی گئی تو وہ غلط معلومات لوگوں میں رائج ہوتی جائیں گی، جس کا گناہ ہر اس شخص پر ہوگا جو اس کا ذریعہ بن رہا ہے، لہٰذا تحقیق کئے بغیر کوئی بھی ای میل خاص کر دینی معلومات سے متعلق فارورڈ کرنا گناہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلاتحقیق بیان کرے۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری طرف منسوب کرکے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی حدیث بیان کی تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔''

یاد رکھیں کہ انسان کے منہ سے جو بات بھی نکلتی ہے یا وہ لکھتا ہے تو وہ بات اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''انسان منہ سے جو لفظ بھی نکالتا ہے، اس کے پاس نگہبان (فرشتے اسے لکھنے کے لئے) تیار رہتے ہیں۔'' (سورۂ ق)

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ غلط خبروں کے شائع ہونے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا ہے۔ مثال کے طور پر غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل ہونے کی غلط خبر اڑادی گئی تھی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی، جس کا نتیجہ تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔ اسی طرح غزوۂ بنو مصطلق کے موقع پر منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاکر غلط خبر پھیلائی تھی، جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بھی متاثر ہوئی تھی۔ ابتدا میں یہ خبر منافقین نے اڑائی تھی، لیکن بعد میں کچھ سچے مسلمان بھی اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس میں شامل ہوگئے تھے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرمائی اور اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹی خبر پھیلانے والوں کی مذمت کی جنہوں نے ایسی غلط خبر کو رائج کیا کہ جس کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن عفت وعزت کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی تھی، سورۂ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصہ کو سرانجام دیا ہے، اس کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔''

آج کل مغربی ممالک کی بعض ویب سائٹس اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر ریفرنڈم کراتی

رہتی ہیں۔ ان ریفرنڈم میں بعض ہمارے بھائی کافی جذبات سے شریک ہوتے ہیں، اور اپنی صلاحیتوں کا ایک حصہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ میرے عزیز دوستو! عموماً اس طرح کی تمام ویب سائٹس اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے ہی استعمال کی جاتی ہیں، ان پر کوئی توجہ نہیں دینی چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔'' (الحجرات)

''جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے خواہاں رہتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔'' (النور)

چونکہ انٹرنیٹ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس کو ہمیں اپنے شخصی و تجارتی مراسلات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین اسلام کی تبلیغ اور علوم نبوت کو پھیلانے کے لئے استعمال کرنا چاہئے، لہٰذا اگر صحیح دینی معلومات پر مشتمل کوئی ای میل مستند ذرائع سے آپ تک پہنچے تو آپ اس ای میل کو پڑھیں بھی، نیز دوست و احباب اور گروپ کو بھی فارورڈ کریں تاکہ اسلام اور اس کے تمام علوم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہوسکے، لیکن اگر آپ کے پاس ای میل غیر معتبر ذرائع سے پہنچے تو اس ای میل کو بغیر تحقیق کے فارورڈ نہ کریں۔

☆☆..........☆☆

ابھی تو تنقید ہورہی ہے، میرے جنوں پہ لیکن...!

بعض فیصلے ایسے ہوتے ہیں جنہیں کرنے کے لئے عقل کی نہیں دل کی ضرورت ہوتی ہے، ایسا فیصلہ کرنے والے نہ تو کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ ہی مستقبل کی فکر ان کو لاحق ہوتی ہے! اور پھر جب بات آقائے نامدار ﷺ کی حرمت اور محبت کی ہو تو پھر ایمان کی بنیادی شرط ہی یہ ٹھہری کہ آقا سے محبت لامحدود اور غیر مشروط ہو۔ اسے ایمان کا بنیادی جزو کہا گیا کہ کوئی شخص اس وقت تک اپنے ایمان کو کامل و مکمل تصور نہیں کرسکتا جب تک اس کے نزدیک جناب نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی اپنے والدین، آل اولاد حتی کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو۔ یہ قانون قرون اولیٰ کے صحابہ کرام سے لے کر قیامت کی آخری صبح تک اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر یکساں لاگو ہے۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف اور معمولی سی لاپرواہی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل سافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرادیتی ہے۔

مملکت خداداد پاکستان میں جب تحریک ختم نبوت کی ابتدا ہوئی تو اس وقت ہر خاص و عام نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مذہبی و مسلکی اور آپسی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر فرد اس تحریک میں شامل ہوا، لاٹھیاں کھائیں، جیلیں کاٹیں، جانوں کے نذرانے پیش کیے اور بالآخر اس تحریک کو کامیاب کروایا۔ یقیناً آج کی نسل نو اپنے آباؤ اجداد کی ان لازوال قربانیوں سے بے خبر ہے' جو قربانیاں ان کے بڑوں نے تحفظ حرمت رسول کی خاطر دیں۔ بلاشبہ عشق رسول ایسا جذبہ ہے جو عقل و خرد کا محتاج نہیں، جو کبھی کسی اپنے یا بیگانے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ تاریخ کے اوراق کو کھنگال کر دیکھ لیجیے! حرمت ناموس رسالت پر قربان ہونے والوں نے کب زمانے کی پرواہ کی؟ یہ تو عشق ہی ایسا ہے جس میں ڈوبنے والے زمانے سے بے پرواہ ہوگئے۔ عقل و خرد کا درس دینے والے، قانون کی پاسداری کا جواز بتانے والے' کب جانیں کہ عشق تو ہوتا ہی اندھا ہے اور پھر وہ عشق ہی کیا جس میں جزا سزا کا تعین ہو، جس میں کسی کی ملامت کی پرواہ ہو؟!

آج جب سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے ممتاز حسین قادری کو پھانسی کی خبر سنی تو دل غمگین ہوگیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ ممتاز قادری کے قدم پھانسی گھاٹ کی جانب جاتے ہوئے ڈگمگائے ہوں گے یا نہیں؟! لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اگر اس کا عشق سچا تھا تو پھر اس کے قدم نہیں ڈگمگائے ہوں گے۔ ذرا یاد کیجیے! وہ منظر کہ جب ایک صحابی کو کفارِ مکہ طرح طرح کی صعوبتیں دیا کرتے تھے، اور وہ احد! احد! کی صدائیں لگایا کرتے تھے۔ یاد کیجیے! وہ منظر کہ جب کفار و مشرکین نے ایک صحابی کو پکڑ کر طرح طرح کی اذیتیں دیں اور ان کی رہائی کی صرف ایک شرط رکھی کہ وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرلیں تو انہیں نہ صرف آزاد کردیا جائے گا بلکہ انعام و اکرام سے بھی نوازا جائے گا، لیکن ان صحابی نے کٹنا تو گوارا کرلیا لیکن اپنی وفا سے پیچھے نہ ہٹے۔ یاد کیجیے! ان کے وہ الفاظ کہ مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے۔ یہ عشق ہی ایسا ہے کہ جو کوئی بھی اس کی لذت سے آشنا ہوگیا' پھر دنیا و مافیہا سے آزاد ہوگیا۔

ممتاز حسین قادری شہیدؒ نے قانون ہاتھ میں لیا یا نہیں، سلمان تاثیر کے قتل کا جواز تھا یا نہیں؟ یہ بحث اب ختم ہوجانی چاہیے۔ اس سلسلے میں صرف اتنی سی گزارش ہے ان احباب سے جو افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کوئی ان کا مخالف ہے تو کوئی ان کا حامی۔ ان سے عرض ہے کہ یہ معاملہ اب رب کے حضور پہنچ چکا ہے۔ خدارا! اپنے الفاظ کو نشتر بنا کر ایک دوسرے کے درپے نہ ہوں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ تاریخ لکھنے والا مؤرخ جب اس ملک کی تاریخ رقم کرے گا تو یہ ضرور لکھے گا کہ اس مملکت خداداد میں گستاخِ رسول کے مرتکب کسی شخص کو آج تک سزا نہیں دی گئی، بلکہ جس کسی نے یہ حرکت کی تو اس کی حمایت میں اور اسے گود لینے کے لئے کئی ملک آگے آگئے۔ یہاں قانون کا معیار دوہرا ہے، ریمنڈ ڈیوس سے لے کر اس ہندو جاسوس تک' سب کے لئے معافی ہے، معافی نہیں ہے تو صرف ممتاز حسین قادری شہیدؒ جیسے لوگوں کے لئے نہیں!!!

مولانا یاسر حبیب اللہ مختار

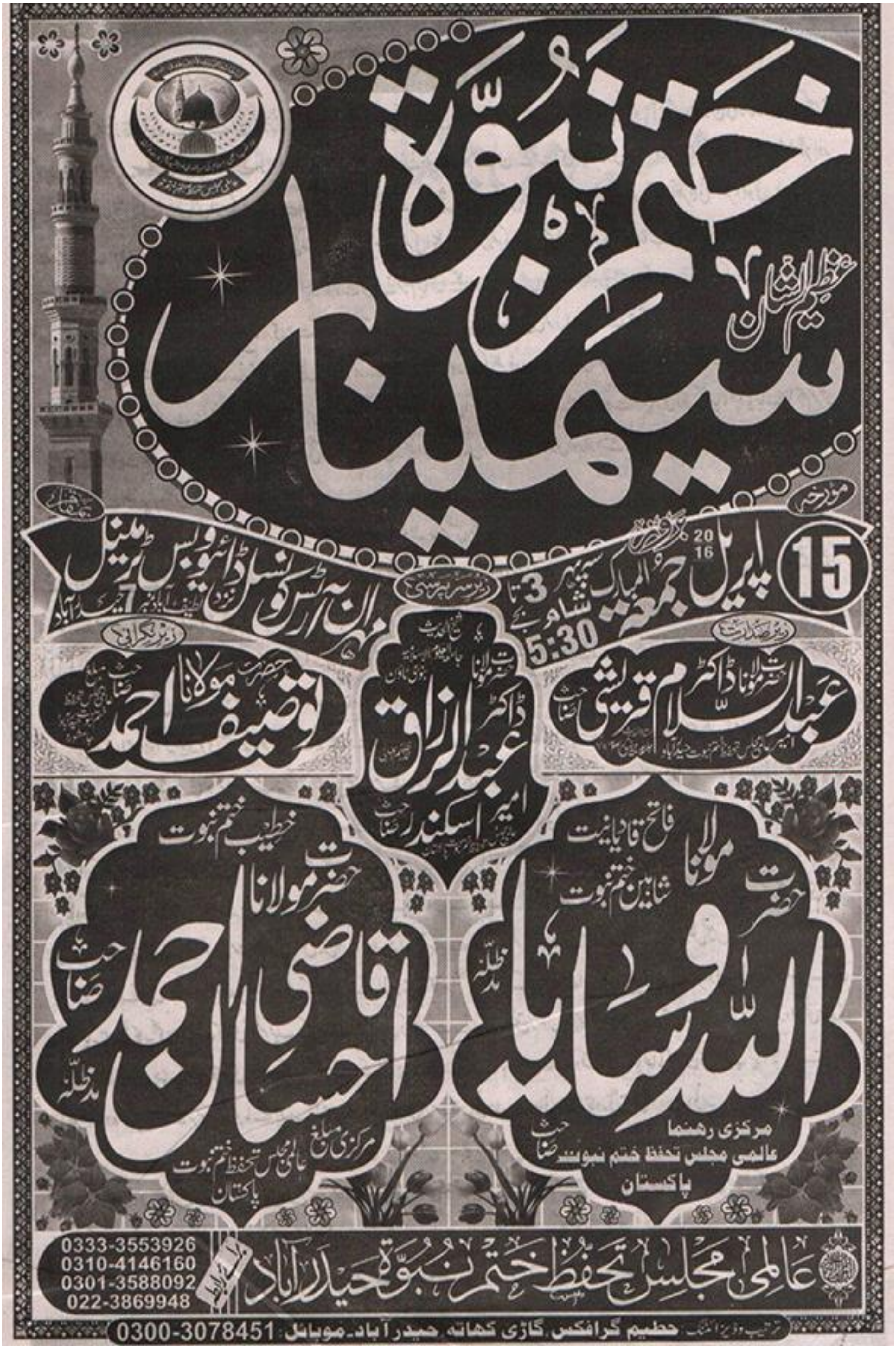
عظیم الشان
ختم نبوۃ سیمینار
مورخہ
15 اپریل 2016 بروز جمعۃ المبارک سہ پہر 3 تا شام 5:30 بجے
بمقام
الن آرٹس کونسل ڈائیوو بس ٹرمینل
زیر صدارت
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی صاحب
زیر سرپرستی
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر
زیر نگرانی
حضرت مولانا توصیف احمد صاحب
حضرت مولانا
فاتح قادیانیت
شاہین ختم نبوت
اللہ وسایا
مدظلہ
مرکزی رہنما
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان
خطیب ختم نبوت
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد صاحب
مدظلہ
مرکزی مبلغ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان
0333-3553926
0310-4146160
0301-3588092
022-3869948
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حیدر آباد
حطیم گرافکس گاڑی کھاتہ حیدر آباد موبائل 0300-3078451

بقیہ:...... اداریہ

جناب ممتاز قادری کو ملنے کے لئے کوئی گورنر نہیں گیا۔ان حالات میں کیس درج ہوا۔مقدمہ اس تیزی سے نمٹایا گیا کہ گویا آندھی وطوفان کی رفتار سے اس کیس کو چلایا گیا۔اگر ایک عدالت نے چند دفعات اڑادی تھیں تو دوسری عدالت نے وہ بحال کر کے ان کے تحت بھی سزا سنادی۔سینئر وکیل، ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ ججز اور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس بھی ملزم کی طرف سے عدالت میں صفائی کے لئے پیش ہوئے۔لیکن ان کے خلاف فیصلہ سنادیا گیا۔نظر ثانی مسترد ہوگئی۔صدر مملکت سے رحم کی اپیل ہوئی۔تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے صدر مملکت کو تحریری رحم کی اپیل کی۔مگر رحم کی اپیل بھی مسترد ہوگئی اور جناب ممتاز قادری کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ان کے جنازہ کا کسی ٹیلی ویژن سے اعلان نہ ہونے دیا گیا۔قدرت حق نے کرم کیا کہ اگلے روز میلوں میں جنازہ ہوا اور کئی ملین لوگوں نے شرکت کر کے اپنے ریفرنڈم کا فیصلہ سنادیا کہ لبرل ازم والے ہار گئے اور ممتاز قادری جیت گیا۔اس وقت کی صورتحال کا منظر نامہ تو یہی پیش کر رہا ہے۔آگے جو قدرت کو منظور ہوگا۔

رہا آسیہ مسیح کا کیس تو ہائیکورٹ نے مجرمہ کی اپیل خارج کرتے ہوئے سیشن کورٹ کی طرف سے سنائی گئی موت کی سزا برقرار رکھی ہے۔جناب ممتاز قادری صاحب کی اپیل کا سپریم کورٹ نے فیصلہ سنادیا۔لیکن آسیہ مسیح کی اپیل سپریم کورٹ میں ابھی زیر انتظار ہے۔بیّن تفاوت،امتیازی رویہ کو کیا نام دیا جائے؟ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔آسیہ کی اپیل جو پہلے دائر ہوئی وہ ابھی لگی نہیں۔جو اپیل بعد میں دائر ہوئی وہ فوری اور ارجنٹ بنیادوں پر فیصل ہوئی۔امور مملکت خسروان بد اندر پر محمول کئے بغیر چارہ نہیں۔

لبرل ازم کے علمبرداروں سے درخواست ہے کہ ۲۳؍اگست ۲۰۱۳ء کوٹلہ جام ضلع بھکر میں شیعہ سنی تنازعہ میں آٹھ افراد جان کی بازی ہار گئے۔ان میں چھ سنی تھے اور دو شیعہ۔ان کے مجرموں پر دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں کیس چلا۔سنیوں میں دو کو سزائے موت اور چار کو عمر قید، جب کہ شیعہ کے چھ افراد کو تین تین بار سزائے موت جب کہ ایک کو عمر قید کی سزا ہوئی۔جناب شہباز شریف صاحب کو وحدت المسلمین کی قیادت ملی۔انہوں نے مسلم لیگ کے ایم.پی.اے (پی.پی ۴۸) دریا خان کے انعام اللہ خان نیازی کے ذمہ لگایا۔مقتولین کے ورثاء کو ایک کروڑ چالیس لاکھ دیت دے کر دونوں فریقوں کے مجرموں کو معاف کر کے صلح کرادی گئی۔وہ رہا بھی ہوگئے۔(۲۶؍فروری ۲۰۱۶ء، روزنامہ اسلام لاہور)

بہت ہی اچھا ہوا کہ شیعہ وسنی تنازعہ کو مزید آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔اس پر وزیر اعلیٰ کے فیصلہ پر تنقید ناروا ہوگی۔لیکن اسی طرح ممتاز قادری کیس میں بھی حکومت یہی رویہ اختیار کرتی تو کیا مناسب نہ تھا؟ ریمنڈ ڈیوس امریکی باسی نے لاہور جیل روڈ پر علی الاعلان برسر بازار امریکی اسلحہ سے دو لاہوری مسلمان بھون ڈالے۔اس کو راتوں رات رہا کر کے امریکہ بھجوادیا گیا۔ایک غیرت مند ملک کے حکمرانوں نے یہ رویہ کیوں اختیار کیا۔کیس کے فیصلہ کے بعد اس کی لاش امریکہ جاتی تو ان کو پیغام جاتا کہ پاکستانی بھی انسان ہیں۔لیکن حکومت کے کارندوں نے پوری پاکستانی قوم کے ناموس کو خاک میں ملایا۔اس سے قبل رمزی کیس میں ایک امریکی وکیل نے ریمنڈ ڈیوس کے مسئلہ پر کہا تھا کہ پاکستانیوں کا کیا ہے۔ڈالروں کے بدلے ماں کا بھی سودا کر دیتے ہیں۔کہا گیا کہ دیت ادا کر کے صلح کرادی گئی۔اس لئے رہا ہوا۔بندگان خدا تو تم نے ممتاز قادری کیس میں ایسا کیوں نہ کیا؟ تمہارے دوہرے طرز عمل کا کوئی جواز ہے؟ نہیں اور بالکل نہیں۔

چلئے جانے دیں۔غازی علم الدینؒ کیس میں مسلم لیگ کے بانی جناب قائداعظمؒ صفائی کے وکیل تھے اور انگریز عدالت نے سزا دی۔انگریز حکومت نے عمل درآمد کیا۔تاریخ کا یہ بھی حصہ ہے کہ اسی مسلم لیگ کے موجودہ حکمرانوں کی حکومت نے ایک عاشق رسول ﷺ کی سزا پر عمل درآمد کیا ہے۔تاریخ کے کردار کتنی جلدی بدل گئے اور اسی میں جناب ممتاز قادری امر ہوگئے۔مسلم لیگ کے بانی جناب قائداعظمؒ نے پاکستان بناتے وقت نعرہ لگایا تھا پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ موجودہ مسلم لیگ کے سربراہان فرماتے ہیں۔پاکستان کا مطلب لبرل ازم۔قادیانی ہمارے بھائی، ممتاز قادریؒ قابل گردن زدنی۔

ہائے انگشت بدندان حیرانم چہ مے شود

قارئین! اس حقیقت کو ذہن میں رکھیں کہ جناب ممتاز قادری کی پھانسی کا امریکہ نے خیر مقدم کرتے ہوئے آسیہ کی رہائی کا بھی مطالبہ کیا ہے۔کہیں ممتاز قادری کی پھانسی بھی امریکہ کے دباؤ کا نتیجہ تو نہیں؟ تمام شواہد سے تو یہی سمجھ آتا ہے۔البتہ: ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

مسئلہ سود کی چند اہم مباحث

مولانا زاہد الراشدی

بعد الحمد والصلوٰۃ! مخدوم ومکرم حضرت مولانا محب النبی صاحب دامت برکاتہم، حضرات علمائے کرام، محترم بزرگو، دوستو، بھائیو اور ساتھیو! حضرت مولانا محمد رمضان صاحب کا شکرگزار ہوں کہ آج آپ حضرات کے ساتھ ایک اہم قومی، ملی اور دینی مسئلہ پر گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ہمارا مل بیٹھنا قبول فرمائے، کچھ مفید باتیں کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی جو باتیں سمجھ میں آئیں اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے محترم حافظ نصیر احمد احرار فرما رہے تھے کہ تمام پہلوؤں پر بات ہو تو اس کے لئے کم از کم ایک مہینہ چاہئے، ایک آدھ پہلو پر دو چار باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔

اجمالاً گفتگو حضرت مولانا عبدالماجد شہیدی نے فرمائی ہے، مجھے تو بس کہیں کہیں حاشیہ لگانا ہے، متن انہوں نے بول دیا ہے، میں نے تھوڑے تھوڑے حاشیے کا اضافہ کرنا ہے اور دو تین باتیں عرض کرنی ہے، سودی نظام کے نقصانات کیا ہیں؟ دو باتیں تو قرآن پاک نے بیان فرمائی ہیں، تیسری بات عملی تجربے سے ہمارے سامنے آئی ہے، بات وہی ہے جو قرآن پاک نے کہی ہے، ہمارا عملی تجربہ بھی اسی بات کی شہادت دے رہا ہے، قرآن کریم نے بنی اسرائیل کا تذکرہ کیا، ہم سے پہلے دنیا کی مذہبی سیادت، قیامت جن کے ہاتھ میں تھی، وہ بنی اسرائیل، انبیاء کرام علیہم السلام کا خاندان، جن میں تین بڑی کتابیں آئیں، سینکڑوں رسول آئے، ہزاروں پیغمبر آئے، ایک دور تھا ان کا، اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ان کے دونوں دور ذکر کئے ہیں کہ ایک دور وہ تھا کہ ’’انی فضلتکم علی العالمین ‘‘ میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت عطا فرمادی، اس وقت کے پورے جہانوں پر اللہ رب العزت نے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی تھی اور ہمارا ایمان ہے کہ اپنے دور میں انہیں تمام جہانوں پر فضیلت حاصل تھی۔

دوسرا دور یہ ذکر کیا کہ: ’’لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل ‘‘ کہ وہ ’’مغضوب علیھم ‘‘ ہوئے ان پر لعنت برسی، یہ دوسری انتہا ہے، ’’علی لسان داؤد و عیسیٰ ابن مریم ‘‘ ان پر لعنت اللہ رب العزت نے وحی میں ان پر لعنت بھیجی، داؤد علیہ السلام کی زبان پر عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر، یعنی کہاں سب سے زیادہ فضیلت والی قوم اور کہاں ملعون قوم، یہ دو انتہائیں بیان کی ہیں اور قرآن کریم نے اس کے بہت سے اسباب ذکر کئے ہیں، ان اسباب کی تفصیل میں جاؤں تو بات لمبی ہوجائے گی، ان میں سے ایک سبب: ’’واخذھم الربا وقد نھوا عنہ ‘‘ ہے، اس کے آگے پیچھے آیات میں دیگر اسباب ذکر ہیں، میں ان کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا، لیکن دو اسباب ’’واخذھم الربا وقد نھوا عنہ ‘‘ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ان کو سود سے منع کیا گیا تھا، لیکن یہ سود کا لین دین کرنے لگ گئے تھے یعنی سود لینے لگ گئے تھے، یہ ان کے ملعون ہونے کا سبب ہے، دوسرا سبب ’’واکلھم اموال الناس بالباطل ‘‘ دوسرا مسئلہ جس کا مولانا شہیدی ذکر کر رہے تھے کہ حلال وحرام کا فرق چھوڑ دیا تھا، حرام کھانا شروع کردیا تھا، ایک دوسرے کے مال کو حرام طریقے سے لینا شروع کردیا تھا، یہ دو اسباب اللہ تعالیٰ نے ان بیسیوں اسباب میں ذکر کئے ہیں، جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، سود سے منع کیا گیا تھا، یہودیوں کو بھی عیسائیوں کو بھی۔

آج کی تحریف شدہ بائبل بھی باوجود تحریفات کے گواہی دیتی ہے، بہت سی آیات میں اس کی گواہی موجود ہے کہ ان کو سود سے منع کیا گیا تھا، لیکن انہوں نے سود کھانا شروع کردیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان پر لعنت کی گئی، سود کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ لعنت کے اسباب میں سے ہے، اللہ کی لعنت جن اسباب کی وجہ سے برستی ہے، ان میں سود بھی ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے اس کا ایک اور نقصان ارشاد فرمایا: ’’یمحق اللّٰہ الربا ویربی الصدقات ‘‘ سود سے مال بے برکت ہوجاتا ہے اور صدقہ میں برکت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، صدقے سے بظاہر رقم کم ہوتی ہے، لیکن اللہ کے ہاں اس کی قیمت اس کا درجہ اس کا معاوضہ، اس کا ثمرہ ہزاروں گنا بڑھ جاتا ہے اور سود میں بظاہر رقم میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن اس کی ویلیو کم ہوجاتی ہے، بے برکتی کا ایک ظاہری نمونہ کرنسی ہے، جس کی گنتی بڑھتی جاتی ہے مگر ویلیو کم

ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں سو روپے کا نوٹ تو موجود ہے لیکن حقیقت میں اس کی ویلیو کم ہوتی گئی ہے، گنتی میں نوٹ بڑھ گئے ہیں مگر ویلیو میں کم ہوگئے ہیں، ویلیو ختم ہوجاتی ہے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نظام میں سود سے بظاہر رقم بڑھتی ہے لیکن اللہ پاک اس کو مٹاتے ہیں، ڈی ویلیو کر دیتے ہیں، اس کی قیمت، اہمیت ختم ہوجاتی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ سود کی بے برکتی سے رقم آخرت میں تو بے برکت ہوتی ہی ہے، دنیا میں بھی بے برکت ہوجاتی ہے۔

اس حوالہ سے میں یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ سودی نظام پر سینکڑوں سال گزارنے کے بعد آج کا تازہ ترین منظر اس بات کی تائید کرتا ہے کہ سودی نظام نے سوائے بے برکتی، سوائے لڑائیوں کے، سوائے جھگڑوں کے نسل انسانی کو کچھ نہیں دیا، استحصال دیا ہے، لڑائیاں دی ہیں، جھگڑے دیے ہیں، بے برکتی دی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں دیا، اس پر دو تین شہادتیں عرض کرنا چاہوں گا کہ سودی نظام کی اور "یمحق اللّٰہ الربٰو" کی ظاہری شکل کیا ہے، اس کی ایک ظاہری صورت بیان کرتا ہوں، پڑھے لکھے دوست بیٹھے ہیں مطالعہ کرنے والے اور دنیا کو دیکھنے والے، چند سال پہلے عالمی سطح پر بینکوں کا بحران پیدا ہوا، بہت سے بڑے عالمی بینک بیٹھ گئے تھے اور بڑا طوفان برپا ہوا تھا، وال اسٹریٹ جنرل میں بھی ہنگامے ہورہے تھے اور اب لندن میں بھی اس حوالہ سے ہنگامے شروع ہوگئے ہیں، ابھی چند دن پہلے جلوس نکالا گیا ہے، وہاں جب یہ بحران کا دور تھا اور نظر آرہا تھا کہ عالمی معیشتیں ڈگمگا رہی ہیں، اس وقت جو پاپائے روم تھے، مسیحی دنیا کے سب سے بڑے پیشوا، اب پوپ فرانسس ہیں، ان سے پہلے پوپ بینی ڈکٹ تھے، حیات ہیں لیکن ریزائن کرگئے ہیں، چند سال پہلے تک وہ تھے پوپ بینی ڈکٹ، انہوں نے اس معاشی بحران کے تناظر میں ایک کمیٹی بنائی اطالین معاشی ماہرین کی کہ اس بات پر غور کرو کہ کیا ہورہا ہے اور ہم نے یعنی ویٹی کن سٹی نے کیا کہنا ہے، ظاہری بات ہے وہ ایک عالمی شخصیت ہے، ادارہ ہے، اس لئے انہوں نے یہ کہا کہ ہماری اس حوالے سے رائے کیا ہوگی ہمیں کیا کہنا چاہئے، انہوں نے بریفنگ کے لئے کمیٹی بنائی، اطالین معاشی ماہرین کی اور انہوں نے رپورٹ لکھی، وہ رپورٹ ویٹی کن سٹی کے سرکاری آرگن میں چھپی ہے، اس کے کچھ اقتباسات بین الاقوامی سطح پر آئے، ہم تو ان پڑھ لوگ ہیں، اردو خواں لوگ ہیں، اردو پریس میں جو باتیں آئیں ان میں سے ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا، ویسے وہ رپورٹ ویٹی کن سٹی کے سرکاری آرگن کا حصہ ہے، اس میں رپورٹ پیش کی تو انہوں نے کہا: اس وقت جو معاشی بحران ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ موجودہ معاشی نظام زیادہ دیر چلنے والا نہیں ہے اس کی بنیاد بیساکھیوں پر ہے۔ میں اس کی تفصیل میں جاؤں گا تو وہ بیساکھیاں بھی ہمیں نظر آتی ہیں، استحصال ہے، یہ لڑائیاں ہیں، یہ مسلط کی ہوئی مصنوعی لڑائیاں، لوٹ مار ہے، یہاں سے کمی ہوئی تو وہاں سے لوٹ لیا، وہاں سے کمی ہوئی تو کہیں اور ڈاکے ڈال لئے۔

موجودہ عالمی معیشت اسی طرح بیساکھیوں پر کھڑی ہے زیادہ دیر قائم رہنے والی نہیں ہے، اگر دنیا کے معاشی نظام کو کسی صحیح ٹریک پر لانا ہے اور دنیا کو ناانصافی سے نجات دلانی ہے تو ہمیں ان معاشی اصولوں کی طرف آنا ہوگا جو قرآن پاک نے بیان کئے ہیں، علماء اسلام تو کہتے ہی ہیں کہ قرآن کے معاشی اصولوں پر آنا ہوگا، ویٹی کن سٹی بھی یہی کہتا ہے کہ ہمیں ان معاشی اصولوں کی طرف آنا ہوگا جو قرآن نے بیان کئے قرآن کے معاشی اصولوں کی طرف آنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں غیر سودی نظام کی طرف آنا ہوگا، یہ ساری نحوست سودی نظام کی وجہ سے ہے، کچھ عرصہ قبل ورلڈ بینک کے ایک ڈائریکٹر ریٹائرڈ ہوئے، آج سے کوئی دس سال پہلے ان کا انٹرویو چھپا، لکھنؤ سے ایک پرچہ آتا ہے "تعمیر حیات" ندوہ والوں کا ہے، انہوں نے اس کا خلاصہ چھاپا، ورلڈ بینک کے ڈائریکٹر تھے ریٹائرڈ ہوئے تھے، ان سے پوچھا گیا یہ جو دنیا میں معاشی تفاوت ہے، ملکوں کے درمیان، قوموں کے درمیان، طبقوں کے درمیان، یہ کیا ہے؟ اس عدم توازن کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی بنیادی وجہ سود ہے، یہ جو معاشی تفاوت ہے، عدم مساوات ہے، اس کی بنیادی وجہ سود ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ ہم سود کی شرح کو کم سے کم سطح پر لائیں، جتنا شرح سود کم کرتے جائیں گے اتنا ہی تفاوت میں کمی آئے گی۔ ان سے سوال کیا گیا: کم سے کم کی حد بیان کریں؟ ۹ فیصد، ۸ فیصد، ۷ فیصد؟ آخری حد کہاں تک کم کرنا چاہئے کہ دنیا کا نظام بیلنس پر آئے؟ تو انہوں نے کہا کہ اصل جگہ تو زیرو ہے، یہ میں آج کی شہادت عرض کررہا ہوں، ایک شہادت اور عرض کروں گا۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارا ریاستی بینک بنا، ریاست کا بینک ہمارے سارے مالی معاملات کا ذمہ دار ہے، نگران بھی ہے، اسٹیٹ بینک کا جب آغاز ہوا ۴۸ء میں اس کا افتتاح قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے کیا تھا، اس موقع پر انہوں نے تقریر کی، یہ ہمارا زیرو پوائنٹ ہے، ہم نے کہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا، اس میں دو باتیں ہیں: ایک تو انہوں نے خواہش کا اظہار کیا جو اسٹیٹ بینک کے ریکارڈ میں ہے قومی پریس کے ریکارڈ میں بھی ہے اور قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی چھپی ہوئی تقاریر میں بھی ہے، انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں پاکستان کے معاشی نظام کو مغرب کے اصولوں پر نہیں بلکہ اسلام کے اصولوں پر دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ کہا کہ میں اپنے معاشی ماہرین سے توقع رکھتا ہوں اور بڑی دلچسپی سے انتظار کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسا معاشی ڈھانچہ تشکیل دیں پاکستان کے لئے جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہو اور ایک فلاحی ریاست کا مقصد پورا کرتا ہو،

میں بڑی دلچسپی سے دیکھوں گا اور انتظار کروں گا کہ آپ اس پر کیا کرتے ہیں؟ یہ تو ایک خواہش کا اظہار تھا، قائد اعظم فوت ہوگئے، تو یار لوگوں نے کہا کہ بس ٹھیک ہے، بابا تو اب چلا گیا اب جو مرضی ہوگی وہی ہم کریں گے۔

لیکن دوسری بات جس پر میں زیادہ زور دے رہا ہوں کہ یہ تو ہم سب کی خواہش ہے اور پاکستان بناتے ہوئے بہت سی خواہشات کا اظہار کیا گیا تھا، مغرب کے معاشی نظام کے اصولوں پر میں نظام کیوں نہیں بنانا چاہتا، اس کی وجہ بیان کی انہوں نے اور استدلال پیش کیا، یہ جذباتی بات نہیں تھی، انہوں نے اس کی دلیل دی اور لاجک کے ساتھ اس کو بیان کیا، انہوں نے کہا: مغرب کے معاشی نظام نے دنیا کو افراتفری اور جنگوں کے سوا کچھ نہیں دیا، قائد اعظم کا تجزیہ یہ تھا کہ پہلی جنگ عظیم کا سبب بھی سودی نظام تھا اور دوسری جنگ عظیم کا سبب بھی سودی نظام تھا، میں یہ قائد اعظم کی بات کر رہا ہوں کہ پہلی جنگ عظیم کے پیچھے بھی استحصالی سودی نظام تھا اور دوسری جنگ عظیم کے پیچھے بھی استحصالی سودی نظام اور افراتفری تھی، قائد اعظم کا کہنا یہ تھا کہ مغرب کے سودی نظام نے دو عظیم جنگوں کے سوا نسل انسانی کو کچھ نہیں دیا، ایک اور شہادت اور عرض کرنا چاہوں گا زندہ شہادت، چلتی پھرتی شہادت ہم آج سے ۳۰ سال پہلے جب بات کرتے تھے تو کہا جاتا تھا کہ سود کے بغیر بینک کیسے چل سکتے ہیں، ممکن نہیں۔ مولوی کا دماغ خراب ہوگیا ہے، مولوی کوئی سسٹم نہیں جانتا، اللہ رب العزت بے نیاز ہے، اس نے کہا: جو سسٹم نہیں جانتا اس کی بات نہ سنو، جو سسٹم جانتا ہے اس کی بات تو سنو، یہ سادہ سا جواب دیا جاتا تھا کہ سود کے بغیر بینکاری چل نہیں سکتی، لیکن آج کی معروضی صورت حال یہ ہے کہ اس وقت غیر سودی بینکاری یعنی سود کے سسٹم سے ہٹ کر غیر سودی بینکاری کا مرکز بننے کے لئے لندن اور پیرس میں مقابلہ ہو رہا ہے، لندن کی پلاننگ یہ ہے کہ ہم مرکز بنیں اور پیرس کی پلاننگ یہ ہے کہ ہم مرکز بنیں اور کس درجہ کی پلاننگ ہے، آپ حیران ہوں گے کہ فرانس کی کابینہ نے جو ایک مسلمان عورت کو اسکارف لینے کی اجازت نہیں دے رہی، اس نے ملک کے معاشی نظام میں اسلامی اصولوں کو لانے کے لئے اپنے معاشی قوانین میں ترمیم کی ہے تاکہ گنجائش پیدا کریں کہ ہم اس سسٹم کو یہاں لے آئیں اور برطانیہ کے موجودہ وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے پچھلے سال غیر سودی بینکاری پر کانفرنس منعقد کی اور برطانوی قوم سے وعدہ کیا کہ میں غیر سودی بینکاری کا مرکز لندن کو بنانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کروں گا اور ۲۰۲۰ء تک ۵۰ فیصد غیر سودی بینکاری لے کر آؤں گا، مگر ہمارے ہاں کی صورت حال یہ ہے کہ یار لوگ اب تک "میں نہ مانوں" کی ضد پر کھڑے ہیں۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

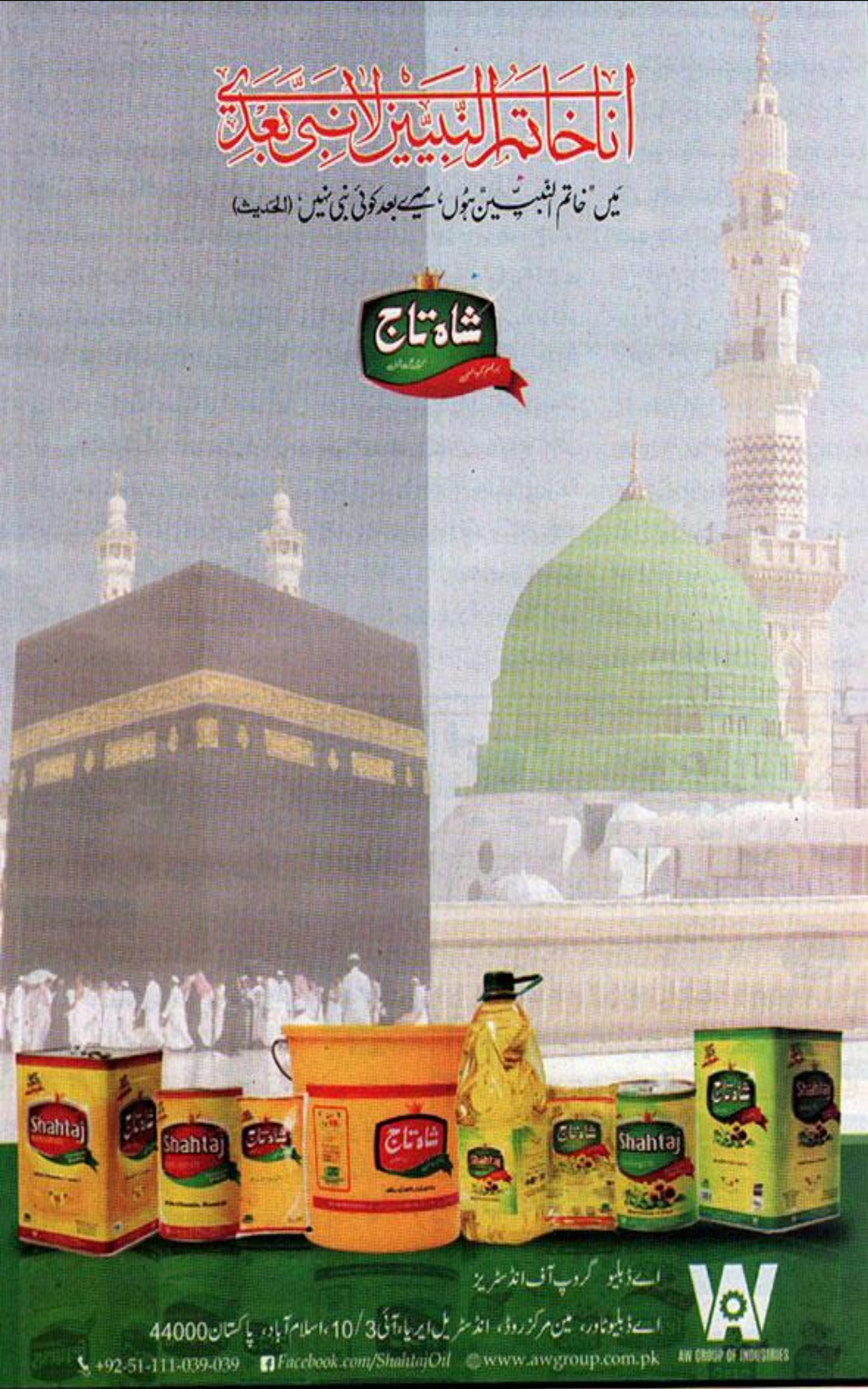
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (الحدیث)
شاہ تاج
Shahtaj
اے ڈبلیو گروپ آف انڈسٹریز
اے ڈبلیو ٹاور، مین مرکز روڈ، انڈسٹریل ایریا آئی 3/10، اسلام آباد، پاکستان 44000
+92-51-111-039-039
Facebook.com/ShahtajOil
www.awgroup.com.pk
AW GROUP OF INDUSTRIES